Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ماہنامہ اُردو)

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

(یعنی)

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ ربیع الاوّل ۱۳۵۸ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۳۹ء

جلد ۳۸ عدد ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا،

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا،

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا،

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے۔ تو بر وقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے۔ اور بیرونِ ہند ساڑھے تین روپے ہے طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہوتی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے۔ بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	بینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
رُبع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۸ || ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق یکم مئی ۱۹۳۹ء | عدد ۵

فہرست مضامین

پیدائش عالم کتنے عرصہ میں ہوئی	ص۳	
یہود کی موجودہ عبرتناک حالتِ زار	ص۱۱	درس القرآن فرمودہ امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
تحریف بائبل	ص۱۸	از "سعید ہندی"
بابا نانک صاحب مسلمان ولی اللہ تھے	ص۲۱	از ملک فضل حسین صاحب مہاجر
اندلس یعنی مسلم سپین	ص۲۸	از گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ
تحریکاتِ اسلامیہ	ص۳۷	از مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے سابق مبلغ انگلستان
مسلمانوں میں "نا مسلمان"	ص۴۱	از چوہدری عبد المجید صاحب بی۔ اے۔
		ع-م-ا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہونے لگے تھے، اسلام کے اندر قوت و طاقت پیدا ہوگئی، اور پھر اس نے دشمنوں کے حملوں کا دفاع شروع کر دیا۔ آخر ساتواں یعنی تکمیل کا دَور یہ آیا کہ جس طرح زمین پر انسان پیدا ہُوا تھا اور اس نے کُل عالَم پر حکومت شروع کی تھی، خدا تعالےٰ نے اسلام کو غلبہ اور طاقت بخشی، اور اس کی شریعت جاری ہوگئی، اور دُنیا پر اس نے حکومت کرنی شروع کر دی، گویا انسان کامل کا دَور شروع ہُوا۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ سے اس طرف اشارہ کیا کہ جس طرح وہاں پیدائشِ عالم کے بعد خدا تعالےٰ عرش پر قرار فرما ہُوا تھا، اسی طرح یہاں ہوگا۔ یعنے اسلام کے قیام کے بعد اللہ تعالےٰ مقام تنزّہ کی طرف رجُوع کرے گا۔ اور صرف اسلام ہی کے ذریعے سے آیندہ رُوحانی ترقیات حاصل ہوں گی، جس طرح عالم مادی کے پیدا کرنے کے بعد ہر اک کام قوانین نیچر کی وساطت سے ہوتا ہے، اور عام حالات میں خدا تعالےٰ براہِ راست کوئی تغیّر نہیں فرماتا۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو کے پُرانے فائل

جن میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے نہایت قیمتی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں، قابلِ فروخت ہیں

قیمت کا تصفیہ

مینیجر رسالہ ریویو اردو سے بذریعہ خط و کتابت کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہود کی موجودہ عبرتناک حالتِ زار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تعلیم کے مطابق اپنی جماعت کو بہ تاکید یہ نصیحت کی ہے، کہ تم جس حکومت کے ماتحت رہو، اس کے ہمیشہ وفادار رہو، اور اس کی مخالف طاقتوں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف خفیہ سازشیں کر کے غداری کے مرتکب نہ ہو، کیونکہ غداری اپنی ذات میں نہایت مکروہ فعل ہونے کے علاوہ قومی کیریکٹر کی تباہی کے موجبات میں سے ہے، جو قوم آج ایک حکومت کے خلاف غداری اور بغاوت کی مرتکب ہوتی ہے، ضرور ہے کہ کل وہ دوسری حکومت کی کسی بات سے ناراض اور غیر مطمئن ہو کر اس کے خلاف بھی علم بغاوت بلند کر کے مُلک کے امن کو تباہ کرے، اور اس طرح بغاوت اس کی قومی خصوصیت بن جائے، اور ظاہر ہے کہ باغی اور غدار قوم کبھی دُنیا میں معزز نہیں ہو سکتی۔

دُنیا میں کسی قوم کی عزت من حیث القوم دو ہی صورتوں میں قائم ہو سکتی ہے، یعنی یا تو وہ اس قدر طاقتور ہو کہ حکومت و سلطنت حاصل کر لے، اور حاکم بن کر اعلےٰ اخلاق دکھائے، لیکن اگر اسے طاقت اور حکومت حاصل نہیں ہے، تو دوسری صورت یہ ہے، کہ اس کا قومی کیریکٹر اس قدر بلند ہو، کہ محکوم ہونے کی حالت میں بھی اسکی حاکم اور ہمسایہ اقوام کی نگاہ میں عزت قائم ہو جائے۔ اِن دو صورتوں کے سوا کسی قوم کے معزز ہونے کی تیسری صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔

حضرت اقدسؑ نے ہمیں محکوم ہونے کی حالت میں امن پسندی اور حکومتِ وقت کی وفاداری کی تعلیم دے کر ہمارے قومی کیریکٹر کو نہایت اعلےٰ اور بلند کر دیا ہے، اور یہ تعلیم دینے میں آپ کے مدنظر یہی بات تھی، کہ ہر قوم اور مُلک میں وفاداری جماعت احمدیہ کا قومی شعار قرار پائے، یعنی جب کبھی قومی اور مُلکی سیاسیات میں احمدیت کا ذکر ہو، تو سب کے ذہن میں جماعت احمدیہ کی یہی خصوصیت آئے، کہ یہ وفادار اور امن پسند گروہ ہے، غدار اور باغی نہیں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو قومیں حکومتِ وقت سے غدّاری کی مرتکب ہوتی ہیں، بغاوت اور غدّاری ان کا قومی کیرکٹر بن جاتا ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ وہ ہر جگہ اپنا اعتماد کھو بیٹھتی ہیں، اور تمام دُنیا کی قومیں اور حکومتیں انھیں شک کی نگاہ سے دیکھتی، اور ان سے غداروں اور باغیوں کا سا سلوک کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہود کو دیکھ لیا جائے، الٰہی احکام سے حد درجہ سرتابی اور انبیاء کرام کی انتہائی دشمنی اور مخالفت کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انھیں حکومت سے تو محروم کیا ہی تھا، مگر انکی ذلت کی حد یہ ہے، کہ کوئی قوم ان کو محکوم بنا کر بھی اپنے ملک میں رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے، بلکہ آج ان کو ہر قوم اور حکومت دھتکار رہی ہے، اس کا سبب کیا ہے؟ یہی کہ یہ جس قوم اور حکومت کے ماتحت رہتے ہیں، اس کے ساتھ غدّاری اور بغاوت کرتے ہیں، حتّٰی کہ بغاوت اور غدّاری انکی قومی خصوصیت بنگئی ہے، اور اب یہود اور غدّاری دو مترادف چیزیں سمجھی جاتی ہیں۔

یہود نے سب سے پہلے چھٹی صدی قبل مسیح میں غدّاری کی، جب بابل پر نبو ہند (Nabu Nahid) کے عہد میں سائرس (Cyrus) شاہِ ایران نے حملہ کیا، اور یہودیوں نے اپنے بادشاہ نبو ہند کے خلاف خفیہ سازش کر کے سائرس کی امداد کی، اور اس وجہ سے نبو ہند کو شکست ہوئی[۱]۔ اس کے بعد خفیہ سازش کرنے کی عادت یہود میں راسخ ہوتی گئی، اور اُس وقت سے لے کر آج تک جہاں بھی یہ گئے حکومتِ وقت سے غدّاری کرتے رہے ہیں، اس لئے غدّاری اور بغاوت ان کا قومی نشان بن گیا ہے، اور اب کہیں بھی ان کو امان نہیں ہے، ہر قوم جس کو ان سے واسطہ پڑا ہے، ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی اور ان کو اپنا دشمن سمجھ کر اپنے ملک سے نکال رہی ہے۔

یہود نے جنگ عظیم کے دَوران میں اُن یورپی ممالک کی حکومتوں سے جن میں یہ رہتے تھے، انتہائی غدارانہ سلوک کیا تھا، یعنی انکی مخالف طاقتوں کی امداد کی تھی۔ اب وہ اپنی ان غدارانہ کارروائیوں کی سزا بھگت رہے ہیں، اور اٹلی اور جرمنی میں (بالخصوص جرمنی میں) مسولینی اور ہٹلر انکے ساتھ جو سلوک

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا زیر لفظ (Babylonia)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر رہے ہیں، وہ نہایت ہی عبرت ناک ہے۔ یہودی ان ممالک کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں، اور اس سے دُنیا کے اہم ممالک کی بین الاقوامی سیاسیات میں ایک عجیب صورتِ حالات پیدا ہوگئی ہے۔ اِس موقعہ پر یہ جاننا ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، کہ دُنیا کے مختلف ممالک میں یہودی نسل کی سابقہ اور موجودہ حیثیت کیا ہے۔

تمام دُنیا میں یہود کی اصلی تعداد ایک کروڑ اکاسٹھ لاکھ سترہ ہزار ہے، جن میں سے ایک کروڑ یورپ میں، پچاس لاکھ امریکہ میں، دس لاکھ ایشیا میں، ستاسی ہزار افریقہ میں، اور تیس ہزار اوشینیا میں رہتے ہیں۔

گذشتہ ساٹھ سال کے عرصہ میں یہودی آبادی کی جغرافیائی تقسیم میں بہت بڑا تغیر واقع ہو چکا ہے، اور یہود کی امریکہ کی طرف تازہ ہجرت نے دنیا کی اقتصادی تاریخ میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ ۱۸۸۰ء میں ساری دُنیا کے یہودیوں کا ۹/۱۰ حصہ یورپ میں رہتا تھا، اور امریکہ میں یہودی اپنی ساری تعداد کی نسبت سے تین فیصدی سے زیادہ نہ تھے۔ مگر ۱۹۱۰ء میں یورپ میں یہودیوں کی تعداد کم ہونے لگی حتّٰی کہ وہ بیاسی فیصدی یُورپ میں رہ گئے، لیکن اس عرصہ میں امریکہ میں یہودی آبادی تین فیصدی کی بجائے گیارہ فیصدی ہوگئی۔ جنگ عظیم کے شروع ہونے سے کچھ عرصہ پیشتر دُنیا میں یہود کی آبادی کا نقشہ یہ تھا:-

یورپ میں	۹۰۰۰۰۰۰	یعنی	اپنی کُل آبادی کا		۷۴٫۸۷	فیصدی
امریکہ میں	۲۱۱۰۰۰۰	"	"	"	۱۷٫۶۶	"
ایشیا میں	۵۰۰۰۰۰	"	"	"	۴٫۱۶	"
افریقہ میں	۳۸۰۰۰۰	"	"	"	۳٫۱۷	"
آسٹریلیا میں	۱۷۰۰۰	"	"	"	۵٫۱۴	"

لیکن اب تیس فیصدی یہودی امریکہ میں رہتے ہیں، اور یورپ میں کُل ساٹھ فیصدی رہ گئے ہیں۔ یورپ سے یہودیوں کی ہجرت کا سبب وہ تمدنی رُسواکن سلوک ہے جو ان سے یورپی ممالک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی حصہ تک روا رکھا جاتا رہا ہے۔ گذشتہ اٹھارہ سو برس کے عرصہ میں تمام یورپ کی حکومتیں ان سے نہایت بُرا سلوک کرتی رہی ہیں یورپ کی تاریخِ آئین پر سرسری نظر ڈالنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آج سے ایک صدی پیشتر یہودیوں کو انسانی حقوق بھی حاصل نہ تھے، اور جنگ عظیم سے صرف دو چار سال قبل تک آدھی یہودی آبادی کی حالت سول اور پولیٹیکل نقطۂ نگاہ سے وہی تھی جو ایک طویل عرصہ سے ان کے باپ دادوں کی تھی۔ ۱۹۱۱ء تک روس کے لکھوکہا یہودی گھیٹو[ف] میں نہایت ذلّت کی زندگی بسر کرتے تھے، اور انکی زندگیاں اور اموال بالکل غیر محفوظ تھے، بسا اوقات انکی جائدادوں پر قبضہ کر کے ان کو مُلک بدر کر دیا جاتا تھا، اسی زمانہ میں رومانیہ میں بھی یہودیوں کی یہی حالت تھی۔

یہودیوں کے قومی انتشار کے بعد سب سے پہلی مرتبہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں انکو دوسرے لوگوں کے ساتھ مساویانہ درجہ حاصل ہوا، ایک شخص روجر ولیم نے جزیرہ روڈ (Rhode) دریافت کر کے اس میں یہودیوں کو اسی طرح آباد ہونے کی دعوت دی جس طرح عیسائیوں کو۔ فرانس میں سب سے پہلے ۲۷ ستمبر ۱۷۹۱ء میں یہودیوں کے شہری حقوق تسلیم کئے گئے۔ یہ پہلا عمل تھا جس سے یورپ میں یہودیوں کو آزادی نصیب ہوئی۔ بعد ازاں دیگر یورپی ممالک نے بھی فرانس کی پیروی کی، مگر روس، رومانیا، فن لینڈ، سپین اور پرتگال میں یہودیوں کی وہی پُرانی حالت رہی اور وہ شہری حقوق سے محروم رہے۔

انگلستان میں سب سے پہلے ۱۸۵۸ء میں ایک یہودی کو پارلیمنٹ کا ممبر بننے کی اجازت دی گئی، اور ۱۸۷۱ء میں یونیورسٹی ٹسٹ ایکٹ کے ذریعہ ان تمام پابندیوں کو دور کر دیا گیا، جو یہودیوں پر تعلیم

ف جس طرح ہمارے ملک ہندوستان میں بھنگیوں وغیرہ اچھوت اقوام کی آبادی دیگر معزز شہریوں کی آبادی سے علیحدہ ہوتی ہے، اسی طرح یورپ میں یہودیوں کو ذلیل کرنے کے لئے ان کی علیحدہ بستیاں بنادی جاتی تھیں، اور وہ سوسائٹی کے معزز افراد سے جُدا رکھے جاتے تھے، اس قسم کے گھیٹو روم، پریگ اور وینس میں بھی تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل کرنے اور یونیورسٹیوں میں فیلو مقرر ہونے کے ضمن میں عائد تھیں۔

وسطی اور مشرقی یورپ بالخصوص آسٹریا، ہنگری اور روس کے سرحدی اضلاع یورپ کی یہودی آبادی کا مرکز ہیں۔ بحیرہ بالٹک سے لے کر بحیرۂ اسود تک لیننگ گراڈ، ریگا، ونیا اور روسٹو آن دی ڈون کے علاقہ میں اسی لاکھ یہودی رہتے ہیں، جو تمام دُنیا کی یہودی آبادی کا نصف ہیں۔

فرداً فرداً یورپی ممالک میں یہودیوں کی آبادی کے حسب ذیل اعداد ہیں:۔

پولینڈ میں ۳۳۰۰۰۰۰، لیتھونیا میں ۱۷۵۰۰۰، ہنگری میں ۴۵۰۰۰۰، زیچوسلوواکیا میں ۳۸۵۰۰۰، رومانیا میں ۱۰۵۰۰۰۰، اور سوویٹ روس میں ۲۹۵۰۰۰۰۔

بحیرہ روم کے سواحلی علاقوں میں بھی قدیم الاصل یہودیوں کی بہت آبادیاں ہیں، انکی نمایاں تعداد سکندریہ، قاہرہ، تری پولی، ٹیونس، جبرالٹر، سلونیکا اور قسطنطنیہ وغیرہ شہروں میں ہے۔

فلسطین میں یہودیوں کی تعداد ۴۰۰۰۰۰ ہے، جو ملک کی کُل آبادی کا ایک تہائی ہے، اور مراکو میں ان کی تعداد ۲۰۰۰۰۰ ہے۔

۱۹۳۷ء میں فرانس میں ۲۸۰۰۰۰، اٹلی میں ۵۲۰۰۰، اور جزائر برطانیہ میں ۳۴۰۰۰۰ یہودی آباد تھے۔

۱۹۰۵ء کی مردم شماری کی رو سے جرمنی میں ۶۰۷۸۶۲ یہودی بستے تھے، جن میں ۴۰۹۵۰۱ پرشیا میں تھے، اس کے بعد دوسرے درجہ پر بویریا میں یہودی آبادی زیادہ تھی۔ ۱۹۳۳ء کی مردم شماری کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے، کہ جرمنی کے یہودیوں کی کُل تعداد ۵۰۲۰۰۰ تھی۔ آسٹریا میں ۱۹۳۷ء میں ۲۰۰۰۰۰ یہودی تھے، اُس کے جرمنی کے ساتھ الحاق پر جرمنی کی یہودی آبادی کُل ۶۰۰۰۰۰ ہو گئی، اور اب زیچوسلوواکیا کے الحاق پر اس میں اَور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امریکہ میں یہودی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ موجودہ صدی کے شروع میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے یہودیوں کی تعداد ۳۰۰۰۰۰۰ ۵ تھی، اور اب ۴۵۰۰۰۰۰ ہے۔ کینڈا میں کم از کم ۲۰۰۰۰۰ یہودی ہیں، ارجنٹائن میں ۲۷۵۰۰۰، اور بقیہ جنوبی امریکہ میں ۱۵۰۰۰۰۔

یہودیوں کی ایک خصوصیت یہ ہے، کہ ان کا عام میلان بڑے بڑے شہروں میں آباد ہونے کی طرف ہے، چنانچہ ان کی نصف سے زائد تعداد شہریوں کی ہے، شہروں میں اوّل نمبر پر نیویارک ہے، جس میں پچیس لاکھ یہودی ہیں، اس کے بعد وارسا ہے، جس میں تین لاکھ ترپسٹھ ہزار یہودی ہیں شکاگو میں سوا تین لاکھ، فلاڈلفیا میں پونے تین لاکھ، لنڈن اور اس کے مضافات میں دو لاکھ چونتیس ہزار، بوڈاپسٹ میں دو لاکھ تیئیس ہزار، لاڈز میں دو لاکھ دو ہزار، وِینا میں ایک لاکھ اٹھتر ہزار، پیرس میں ایک لاکھ چھپتر ہزار اور برلن میں ایک لاکھ اکاسٹھ ہزار یہودی ہیں۔

کچھ عرصہ سے مختلف ممالک کی حکومتوں کی سختیوں سے تنگ آکر یہودیوں میں یہ تحریک شروع ہے، کہ یہ مختلف ممالک سے واپس آکر فلسطین میں آباد ہو جائیں، جسے وہ اپنا قومی گھر کہتے ہیں، چنانچہ جنگ عظیم کے خاتمہ پر فلسطین برطانوی انتداب کے ماتحت آیا، تو یہودیوں کو انکی خصوصی خدمات کی وجہ سے گورنمنٹ انگریزی نے کچھ رعایات دیں، جن میں سے ایک یہ ہے، کہ ان کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دیگئی، چنانچہ یہود بہ تعداد کثیر فلسطین میں آباد ہونا شروع ہو گئے، لیکن وہاں کے عرب باشندوں نے اسکی مخالفت کی، اس سے دونوں قوموں میں شدید باہمی کشمکش شروع ہو گئی، جس سے فلسطین میں یہودیوں کا رہنا مشکل ہو گیا ہے۔

اُدھر یورپ میں یہودی اپنی غدّاری کی وجہ سے ہر ملک سے نکالے جارہے ہیں، اور جرمنی میں تو ہٹلر نے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے، اور وہ ہزاروں کی تعداد میں وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اگر پولینڈ اور رومانیہ بھی جرمنی کے ساتھ اس مخالفِ یہود تحریک میں شامل ہو گئے، تو یہودی مہاجرین کا معاملہ، جو پہلے ہی پیچیدہ ہو رہا ہے، یورپی سیاسیات بلکہ تمام دُنیا کے لئے ایک نہایت اہم سوال بن جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جرمنی کی یہودیوں سے دشمنی کی وجہ انکی غداری ہے، جو انھوں نے جرمنی کی مخالف طاقتوں کے ساتھ مل کر جنگ عظیم کے دوران میں کی۔ یہودیوں کی اس مصیبت میں انگلستان اور فرانس اپنے بعض مقاصد کے پیش نظر اُن سے ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں، مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی یہ ہمدردی کب تک رہے گی، اور اس کا مغضوب قوم کو کیا معتدبہ فائدہ پہنچے گا۔ غرض یہودی ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کا پورا پورا مصداق بن رہے ہیں، اور انکی موجودہ حالتِ زار ہر دیدہ ور مبصر کے لئے عبرت کا سامان پیش کر رہی ہے۔

ابتدائی اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، تو مدینہ میں اس وقت یہودیوں کے تین قبائل رہتے تھے، یعنی بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ اور حضور کو بھی ان ہر ۳ قبائل کی غداری اور بدعہدی سے واسطہ پڑا۔ آپ نے ان کی غداری اور بدعہدی کی سزا اُسی قسم کی دی، جو آج کل یورپ میں دی جا رہی ہے۔ یورپی مخالفینِ اسلام ہمیشہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس سلوک کی وجہ سے جو آپ نے یہود مدینہ سے کیا نکتہ چینی اور اعتراض کرتے رہے ہیں، مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ عملی میدان میں جب خود ان کو اسی قسم کے حالات پیش آئے، جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے تھے، تو ان کو بھی وہی طریق اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ رہا جو حضور نے اختیار فرمایا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریف بائبل

(از ملک فضل حسین صاحب مہاجر)

بائبل کے محرّف و مبدّل ہونے کے ثبوت میں علمائے اسلام اور محققین یورپ اتنے دلائل اور براہین پیش کر چکے ہیں، کہ جن کا شمار نہیں رہا، مگر اس پر بھی مسیحی منّاد وہی پُرانا راگ الاپے چلے جاتے ہیں، کہ بائبل میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی، چونکہ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ اس دعویٰ بے دلیل کی تردید میں ان تمام دلائل کا اعادہ کیا جائے، جو قبل ازیں پیش ہو چکے ہیں، اس لئے ہم آج اس مختصر سے مضمون میں بائبل کے محرّف مبدّل ہونے کے ثبوت میں انجیل مرقس کا ایک ایسا مقام پیش کرتے ہیں، جو حضرات پادری صاحبان کی من مانی کارروائیوں کا تازہ بتازہ اور نَو بہ نَو ثبوت ہے۔ اور یہ حوالہ نہ صرف اس امر پر روشنی ڈالے گا، کہ حاملانِ بائبل اپنی مقدس کتاب میں تغیر و تبدل کرتے رہتے ہیں، بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا، کہ خود ان کے پیشرو اور ہادی بھی اس قسم کی کارروائیوں کا ارتکاب کرتے رہے ہیں، اور انہیں بھی اپنے دعووں کے ثبوت میں انبیائے سابق کے نام سے فرضی عبارتیں لکھنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوتی تھی۔

مرقس رسول اپنی انجیل کے شروع میں ہی لکھتے ہیں، "خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع، جیسا نبیوں کی کتابوں میں لکھا ہے، کہ دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں، وہ تیری راہ کو تیرے سامنے تیار کرے گا" یہ کیوں لکھا؟ محض اس لئے کہ کسی طرح یوحنا کی آمد انبیائے سابق کی پیشگوئیوں کے ماتحت نظر آئے، مگر بائبل کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ مرقس کے تحریر کردہ الفاظ " دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں۔ وہ تیری راہ کو تیرے سامنے طیار کرے گا" کسی ایک نبی کی بھی زبان یا قلم سے ادا نہیں ہوئے، اور جناب مرقس کا ان کو انبیائے سابق کی طرف منسوب کرنا سو فیصدی غلط ہے، اگر کسی مسیحی کو ہمارے قول پر یقین نہ آئے تو ایسی حالت میں اس کو اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پادریوں سے بائبل کے ان مقامات کا حوالہ دریافت کرنا چاہیئے، جہاں حضرت ایلیا کی آمد کے متعلق ان لفظوں میں پیشگوئی کی گئی ہو۔ مگر ہم پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ بہت سے مقامات تو کیا، کوئی ایک مقام بھی بائبل سے ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا، جہاں ایلیا کے بارے میں یہ لفظ دہرائے گئے ہوں، پس جب یہ ثابت ہے کہ بائبل میں کسی ایک نبی نے بھی یہ فقرہ نہیں کہا تو ایسی حالت میں یہ تسلیم کرنے میں کونسا امر مانع ہو سکتا ہے کہ جناب مرقس بھی موجودہ عیسائیوں کیطرح محض اپنی مقصد براری کے لئے انبیائے سابق کے نام سے من مانی عبارتیں تصنیف فرمالیا کرتے تھے۔

یہ تو ہوئی جناب مرقس کی بات، اب ان کے جانشینوں کا حال سُن لیجئے، آخر یہ بھی بائبل پڑھتے ہیں، اور انھیں معلوم تھا کہ جناب مرقس کا یہ لکھنا قطعی بے بُنیاد ہے، اس لئے پادری صاحبان نے اپنے رسول کو اس الزام سے بچانے کی خاطر انجیل مرقس کے تازہ ایڈیشن میں "جیسا نبیوں کی کتابوں میں لکھا ہے" کے بجائے یہ لکھ دیا "جیسا یسعیاہ نبی کے صحیفے میں لکھا ہے" جو ثبوت ہے اس امر کا کہ "نبیوں" نے ایسی کوئی پیشگوئی نہیں کی، ہاں صرف "یشعیاہ" نے لکھا ہے۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ یشعیاہ نبی نے بھی یہ الفاظ نہیں لکھے، اور موجودہ عیسائیوں کا ان لفظوں کو ان کی طرف منسوب کرنا بھی ایسے ہی غلط ہے جیسا کہ جناب مرقس کا بہت سے نبیوں کی طرف منسوب کرنا۔

اگر کہا جائے کہ "نبیوں" کی جگہ "یشعیاہ" خود مرقس نے ہی لکھا تھا، جو بعض قدیم نسخوں میں نظر آتا ہے، تو کہنے والے کو چاہیئے کہ پہلے وہ یہ ثابت کرے کہ انجیل مرقس کے پُرانے نسخوں میں بھی لکھا تھا، کہ "یشعیاہ نبی کے صحیفوں میں لکھا ہے" کیونکہ جب تک یہ امر متحقق نہ ہو جائے، اس وقت تک موجودہ مسیحی تحریف کے الزام سے نہیں بچ سکتے، اور اگر بفرض محال وہ ایسا کوئی نسخہ پیش بھی کر دیں، تب بھی اس امر کی تردید نہیں ہو سکتی، کہ عیسائی محرفانہ کارروائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں، کیونکہ پُرانے نسخوں میں "یشعیاہ نبی" کا نام تحریر ہونا اِس امر کا ثبوت ہو گا، کہ وسطی زمانہ کے عیسائی ایسے بے باک تھے کہ انھیں اپنی مقدس کتاب میں تحریف کرنے سے قطعًا پرہیز نہ تھا۔ کیونکہ اگر وہ اس قسم کے افعال کے مرتکب نہ ہوتے، تو "یشعیاہ نبی کے صحیفے میں لکھا ہے" کی بجائے یہ کیوں لکھ دیتے کہ "نبیوں کی کتابوں میں لکھا ہے" بہرحال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریدارانِ رسالہ سے ضروری گذارش

جن اصحاب کا چندہ ماہ اپریل ۱۹۳۹ء میں ختم ہوتا ہے، ان کی خدمت میں گذشتہ ماہ اطلاع بھیجی گئی تھی، کہ نئے سال کا چندہ اخیر اپریل تک ارسال فرمائیں، ورنہ ماہ مئی کا پرچہ بذریعہ وی.پی. پارسل ارسال خدمت ہوگا - اس اطلاع کے ملنے پر بعض احباب نے رقوم بھیج دی ہیں، اور بعض نے مہلت مانگی ہے۔ ان کے علاوہ جن اصحاب کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا، ان کو حسب اطلاع اس ماہ کا رسالہ بذریعہ وی.پی پارسل بھیجا جانا تھا، لیکن اس خیال سے کہ اس طرح اُن پر اخراجات وی.پی پارسل کا بار خواہ مخواہ پڑے گا، یہ قرینِ مصلحت سمجھا گیا، کہ اس ماہ وی.پی پارسل بھیجنا ملتوی کردیا جائے، اور ایسے دوستوں سے ایک بار پھر عرض کیا جائے، کہ وہ از خود چندہ بھیج دیں، ورنہ جون کا پرچہ بالضرور بذریعہ وی پی پارسل ارسال خدمت ہوگا۔ امید ہے وہ تمام احباب جن کو چندہ کے ختم ہونے کی اطلاع مِل چکی ہے، اِس ماہ میں اپنے چندہ کی رقوم بھیجدیں گے، ورنہ ماہ جون میں وی پی پارسل وصول فرمائیں گے۔

نیاز مند

مینیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریف کا الزام دونوں صورتوں سے ثابت ہے۔ اگر پُرانے نسخے اس امر کی گواہی دیں، کہ جناب مرقس نے "یشعیاہ نبی" کا نام لکھا تھا، تو وسطی زمانہ کے عیسائی مجرم، کہ انھوں نے اسکی بجائے "نبیوں کی کتابوں میں لکھا ہے" بنا ڈالا، اور اگر انھوں نے یہ حرکت نہیں کی، تو موجودہ عیسائی مجرم ہیں، جنھوں نے "نبیوں" کی جگہ صرف یشعیاہ کر دیا، تاکہ جناب مرقس کی غلطی بہت حد تک ہلکی ہو جائے۔

اگر کوئی کہے کہ ملاکی نبی کی کتاب میں تو یہ پیشگوئی موجود ہے، تو پھر یہ بھی بتلایا جائے کہ جناب مرقس نے "یشعیاہ نبی کے صحیفہ" کا حوالہ کیوں دیا؟ اگر کوئی اس کا جواب یہ دے، کہ انھوں نے تو "نبیوں کی کتابوں" کا حوالہ دیا ہے، تو اس حالت میں صرف ملاکی نبی کے صحیفہ سے یہ عبارت دکھلانے کے کیا معنی، جبکہ جناب مرقس اس پیشگوئی کے متعلق یہ دعویٰ کریں کہ وہ بہت سے نبیوں نے کی ہے۔

پھر اگر بطور تنزل مان بھی لیا جائے کہ "نبیوں" سے مُراد "ایک نبی" ہی تھا، تب بھی اعتراض دُور نہیں ہوتا، کیونکہ ملاکی نبی نے یہ نہیں لکھا کہ "دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں۔ وہ تیری راہ کو تیرے سامنے تیار کریگا" بلکہ یہ لکھا ہے کہ "دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا" (ملاکی باب ۳ آیت ۱)

مرقس کے پیش کردہ الفاظ اور ملاکی کے محولہ بالا الفاظ میں ہی فرق نہیں، بلکہ انکے مفہوم میں بھی بہت بڑا فرق ہے۔ "تیرے" اور "میرے" کے الفاظ ایک دوسرے سے قطعاً مطابقت نہیں کھا سکتے۔ اور نہ ہی ملاکی کے الفاظ سے جناب مرقس کی مُراد برآ سکتی ہے۔

پس جناب مرقس کا یہ لکھنا کہ یہ الفاظ بہت سے نبیوں نے کہے، غلط ٹھہرا، اسی طرح ان لفظوں کو یشعیاہ کیطرف منسوب کرنا بھی غلط ٹھہرا، پھر موجودہ عیسائیوں کا ملاکی کا حوالہ دینا بھی غلط ٹھہرا، اور حاملانِ بائبل کا یہ کہنا بھی غلط ٹھہرا کہ بائبل میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی، کیونکہ مرقس کے شروع میں نبیوں کی جگہ یشعیاہ کا لفظ لکھنا، یا یشعیاہ کے بجائے "نبیوں" کا لفظ لکھنا اس امر کا کھلا کھلا ثبوت ہے، کہ پرستارانِ تثلیث اپنے مقصد کو ثابت کرنے کے لئے جب چاہیں، اپنی الہامی کتابوں میں معنوی تبدیلیوں کے علاوہ لفظی تبدیلیاں بھی کر لیا کرتے ہیں۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل ہم اپنے ناظرین کو اس ضمن میں ایک اور بات بھی بتانا چاہتے ہیں، اور وہ یہ کہ فرقہ پراٹسٹنٹ کی انجیل میں تو یہی لکھا ہے کہ "دیکھ میں اپنے رسول کو تیرے آگے بھیجتا ہوں" الخ مگر اسکے برخلاف کیتھولک فرقہ والوں کی انجیل میں یوں لکھا ہے کہ "دیکھ میں اپنے فرشتے کو تیرے آگے بھیجتا ہوں" اب ناظرین خود ہی غور فرمالیں کہاں "رسول" کہاں "فرشتہ"۔ پس کیا یہ باتیں اس امر کا ثبوت نہیں کہ انکے سبھی فرقے اپنی مقدس کتاب میں ردّ و بدل کرنیکے مرتکب ہیں۔ اور وہ کتاب جو اپنے پیروؤں کی تحریف کی تختۂ مشق بنی رہتی ہے کس طرح اس قابل ہو سکتی ہے کہ اسے خدا کا خالص الہام اور اپنا ہادی و رہنما سمجھا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بابا نانک صاحب مسلمان ولی اللہ تھے

(از گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ)

ہمارا یہ عقیدہ ہے، کہ بابا نانک صاحب مسلمان ولی اللہ تھے، اور اس کی بنیاد ہمارے آقا و پیشوا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف ہے، جس میں حضور کو بابا صاحب بحالتِ اسلام دکھلائے گئے (نزول المسیح صفحہ ۲۰۳)، اور پھر وہ دلائل ہیں، جو آپ نے بابا صاحب کے اسلام کے ثبوت میں ۱۸۹۵ء میں کتاب ست بچن اور اس کے بعد چشمۂ معرفت میں تحریر فرمائے۔ علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ کے علماء کی طرف سے بھی کئی ایک ٹریکٹ اور کتابیں اس موضوع پر شائع ہوئی ہیں ذیل میں ہم یکجائی طور پر بغیر کسی حاشیہ آرائی کے وہ امور درج کرتے ہیں جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

بابا نانک صاحب کے اسلام کا عقیدہ آپ کے زمانۂ زندگی سے ہی مسلمانوں میں چلا آیا ہے یعنی بابا صاحب کی زندگی میں مسلمان آپ کو ولی اللہ کہتے تھے، (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۶ و جنم ساکھی منی سنگھ صفحہ ۱۰۵ و ۱۱۰ و تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۴ و ۲۴۴ مصنفہ پروفیسر سندر سنگھ) بلکہ آپ کو ولی عارف یقین کرتے تھے، (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۰۳، اور نانک درویش کے نام سے پکارتے تھے، (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۶ و جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۲۴۸)۔

پھر لکھا ہے، کہ آپ حاجی درویش بن کر مکے میں حج کے لئے گئے، (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۱)، اور ممالک اسلامی میں آپ کے مقامات کو نانک قلندر یا ولی ہند کے دائرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۳۹۶) قلندر مسلمان فقیروں کے لئے مخصوص لفظ ہے، (ناواں تے تھاواں دا کوش مصنفہ ماسٹر مناب سنگھ)، اور گیانی گیان سنگھ صاحب نے لکھا ہے، کہ مکہ شریف میں بابا نانک صاحب کا مکان مسجد کی شکل پر بنا ہوا ہے، جو ولی ہند کے مکان کے نام سے مشہور ہے[ف] (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۴۲)

ف ان امور کی صحت کی ذمہ داری منقولہ کتابوں کے سکھ مؤرخین پر ہے۔ ہمارا استدلال انکے مسلمات سے بطور تائیدی دلیل ہے، نہ بطور اصل۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور عرب میں بابا صاحب ولی ہند کے نام سے مشہور ہیں، اور آپ کے مکانات مسجدوں کی شکل پر بنے ہوئے ہیں، (تواریخ گورو خالصہ ص۴۴۵ و ناواں تے تھاواں دا کوش ص۳۵)، اور بغداد کے مسلمان بابا صاحب کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں، (تواریخ گورو خالصہ ص۴۹ مصنفہ گیانی گیان سنگھ مطبوعہ ۱۸۹۱ء) اور ہزارہ کے علاقہ میں ایسے لوگ آباد ہیں جو اپنے آپ کو نانک ولی کے مرید بتاتے ہیں، (تواریخ گورو خالصہ ص۴۶۴)

بابا صاحب کی وفات پر بھی مسلمانوں نے پُرزور اصرار کیا، کہ ہم آپ کی لاش مبارک کو جلانے نہیں دیں گے، اور اسکی وجہ یہ بتلائی کہ آپ پکے مسلمان اور حاجی ہیں، (تواریخ گورو خالصہ سندر سنگھ ص۶۳)، سردار خزان سنگھ صاحب نے بھی مسلمانوں کے اس اصرار کی وجہ یہی تبلائی ہے، کہ وہ آپ کو مسلمان یقین کرتے تھے، (ہسٹری اینڈ فلاسفی آف دی سکھ ریلیجن مصنفہ سردار خزان سنگھ ای اے۔ سی دہلی ص۱۰۶)۔

گیان سنگھ کا بیان ہے، کہ مسٹر کنینگم نے اسلامی تاریخوں کے حوالہ جات سے تحریر کیا ہے، کہ بابا نانک صاحب کے ہمسایہ میں سید میر حسن صاحب تے جو اس علاقہ میں اولیاء کراماتی ضلع کل اور بے لاگ پیر مانے ہوئے تھے، اپنا سارا دینی و دنیاوی علم بابا نانک صاحب کو پڑھایا، اور بڑے بڑے راہ حق کے بھید بتائے، (تواریخ گورو خالصہ ص۸۹) اور سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے، کہ بابا صاحب نے سرسہ شریف میں خواجہ عبدالشکور صاحب کے مزار پر ایک کوٹھڑی میں چلّہ کیا، (تواریخ گورو خالصہ ص۲۲۴)

گوردوارہ ٹربیونل کے ججوں نے مقدمہ مانک کے فیصلہ میں لکھا ہے، "کچھ لوگوں کا خیال ہے، (دیکھو ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام)، کہ گورو نانک صاحب نے اپنے خاص اصول اسلام سے لئے ہیں، یہ پکی بات ہے، کہ بابا صاحب نے اپنے آپ کو اسلام کا مخالف ظاہر نہیں کیا، اور اس نے ایک مسلمان فقیر کی شکل میں مکے کی یاترا کی، (اُداسی سکھ نہیں" ص۲۲)۔

سکھ تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے، کہ مسلمان بابا نانک صاحب کو نانک شاہ کے نام سے پکارتے تھے، (تواریخ گورو خالصہ ص۱۲۵) اور آپ کے بیٹے جناب سری چند صاحب نے آپ کا نام نانک شاہ لکھا ہے، (پراچین گورو اپدیش ص۳۱۵)، خود بابا نانک صاحب نے اپنا نام "نانک شاہ ملنگ" بتایا ہے، (جنم ساکھی بالا ص۲۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سفر مکہ میں آپ نے حاجیوں کا سا لباس پہنا، ایک ہاتھ میں تسبیح، دوسرے میں مصلیٰ، اور بغل میں کتاب (کتاب سے مراد قرآن مجید ہے، گیانی ہرے کر) اور حاجی درویش بنکر مکے کے حج میں حاضر ہوئے، (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۱) اور سر پر کلہ یعنی ٹوپی پہنی (نانک پرکاش مصنفہ بھائی سنتوک سنگھ و نانک پربودھ صفحہ ۲۲۱ و تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۳۹۶)، اس جگہ یہ امر قابلِ ذکر ہے، کہ سکھ دھرم میں راہت نامہ پرلاد سنگھ کے مطابق ٹوپی پہننی حرام ہے۔

قرآن شریف میں لکھا ہے، وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا یعنی نہ کہو اس شخص کو جو تمہیں السلام علیکم کہے کہ تو مسلمان نہیں، اس ارشاد کے مطابق جو ہم کو سلام علیکم کہے گا، ہم اُسے مومن مسلمان سمجھنے پر مجبور ہیں، (بھائی گورداس نے بھی لکھا ہے کہ آپس میں ملتے وقت سلام علیکم کہنا مسلمانوں کا کام ہے، (وار ۲۳ پوڑی ۲۰ صفحہ ۱۹۳) اور یہ ثابت ہے کہ بابا نانک صاحب نے مسلمانوں کو ملتے وقت سلام علیکم کہا، اور مسلمانوں نے آپ کو سلام علیکم کہا جس کے جواب میں ہر دو فریق نے وعلیکم السلام کہا، (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۷ و ۴۷۶ و صفحہ ۵۹۲ و جنم ساکھی میکالف والی صفحہ ۱۳۵)، اس سے صاف ظاہر ہے، کہ مسلمان بابا صاحب کو مسلمان یقین کرتے تھے، اور وہ بھی اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے تھے.

اذان کہنا بھی ایک پکے مسلمان کی علامت ہے، اور جناب بابا صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نے کانوں میں اُنگلیاں ڈالکر اذان کہی، (جنم ساکھی بالا صفحہ ۲۰۳ و واران بھائی گورداس صفحہ ۱۳ و صفحہ ۱۴) اور مسٹر میکالف صاحب نے لکھا ہے، کہ جب کبھی وقت آیا تو گورو نانک صاحب نے پکے مسلمانوں کی طرح بانگ دی (میکالف اتہاس صفحہ ۱۴۷)، اذان کہنے والا بلند آواز سے خدا تعالیٰ کی بزرگی اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا اقرار کرتا ہؤا مسلمانوں کو نماز کے لئے مسجد کی طرف بُلاتا ہے، پس بابا صاحب کے اذان دینے سے ثابت ہؤا، کہ وہ رسالت محمدیہ کے مقر تھے۔

پھر نہ صرف یہ کہ بابا صاحب نے اذان دی، بلکہ نماز کی بھی پُر زور تاکید فرمائی ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

خصم کی نظرے دلیہہ پسندے جنی کر ایک دھیایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی

(گرنتھ صاحب صفحہ ۲۴ سری راگ محلہ ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی خدا کی نگاہ اور دل میں وہی پسند ہیں، جنھوں نے اُس کو ایک جانا، تیس روزے رکھے، پانچ نمازیں ادا کیں، علاوہ ازیں گرنتھ صاحب کے کئی ایک اور مقامات پر بھی نماز ادا کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، بلکہ جنم ساکھیوں میں بابا صاحب نے تارک نماز کو لعنتی قرار دیا ہے، (جنم ساکھی بالا ص۲۲ و جنم ساکھی ولایت والی ص۲۴۷، اور جنم ساکھی منی سنگھ ص۲۰۱ میں بابا صاحب کا حکم نماز با جماعت ادا کرنے کا درج ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں بابا صاحب کا ارشاد جنم ساکھی بالا ص۱۹۹ پر درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے، کہ جو لوگ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے اُن کا مال تباہ ہو جائے گا، نیز فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ نہ دینے والے پر لعنت برسے گی (جنم ساکھی منی سنگھ ص۲۰۱)، اور بابا صاحب نے ایمان کی چار شرطیں بیان کی ہیں، جن میں ایک مال کی زکوٰۃ دینا ہے، (جنم ساکھی منی سنگھ ص۲۱۴) تواریخ گورو خالصہ ص۱۲۴ میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم درج ہے۔

بابا صاحب نے روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا ہے، (گرنتھ صاحب ص۲۲ و جنم ساکھی بالا ص۱۴۳ و ص۱۷۵)۔

پھر بابا نانک صاحب کو الہام ہوا کہ اے حضرت نانک مکے مدینے حج کر (جنم ساکھی بالا ص۱۳۶ و جنم ساکھی بالا اُردو ص۱۵۳)، اور بابا صاحب مردانہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں، کہ اگر ہمارے نصیب حج کعبہ ہے، تو ہم بھی جائیں گے، (جنم ساکھی بالا ص۱۳)، پھر لکھا ہے، کہ آپ حاجی درویش بنکر مکے کے حج کو حاضر ہوئے اور سورہ کلام (سورہ کلام سے مراد قرآن شریف کی سورۃ ہے، گیانی) کی صفت کرنے لگے، (جنم ساکھی بالا ص۱۳۱) اور بابا صاحب فرماتے ہیں، جو صدق دل سے حج کرے، اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بے گناہ بچہ۔ مردانہ خوب یاد رکھو! جو کوئی مکہ شریف کو نہ مانے، وہ کافر ہے، خواہ کوئی ہو، (جنم ساکھی بالا اُردو ص۱۷۶ و ص۱۷۷)۔

بابا صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم پر درود بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے، جیسا کہ گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱ میں لکھا ہے، "برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود"

پھر آپ فرماتے ہیں :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ص صلاحت محمدی مُکھ تکیں آکھو نت

خاصہ بندہ رب دا سرمتراں ہوں رمت

(جنم ساکھی ولایت والی ص۲۴۶)

یعنی محمد رسول صلعم کی تعریف ہمیشہ زبان سے کرتے رہو، کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندے اور پیاروں کے پیارے ہیں، نیز ارشاد ہے :-

م محمدؐ من توں من کتاباں چار

من خدائے رسول نوں سچائی دربار

(جنم ساکھی سنگھ سبھا والی ص۲۴۷)

یعنی محمد صلعم پر ایمان لاؤ، کیونکہ اُن کا دربار سچا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے آنحضرت صلعم کے معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے، کہ حضور کو جبرائیل لے گیا، اور آپ پردہ میں خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے، خداوند تعالیٰ نے فرمایا، اے پیغمبر! تیرا شیشہ صاف ہے، جس میں میری شکل نظر آتی ہے، (جنم ساکھی بالا ص۵۶۱ و جنم ساکھی منی سنگھ ص۴۲۵) پھر لکھا ہے، کہ بابا نانک صاحب نے مردانہ کو کہا کہ یہ مقام بزرگوں کا ہے، اس جگہ فرشتہ پیغمبری کی آیات لایا کرتا تھا، جن میں ایک آیت ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اے پیغمبر اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان پیدا نہ کرتا (جنم ساکھی منی سنگھ ص۴۱۸)، اور پوراتن جنم ساکھی ص۱۱۱ میں بابا صاحب کا قول درج ہے، کہ رسول اللہ صلعم خدا تعالیٰ کے دربان ہیں۔

گرنتھ صاحب رام کلی محلہ ۱ ص۸۳۶ میں لکھا ہے "کُل پروان کتیب قرآن" یعنی کُل جگ میں خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو منظور فرمایا ہے، اور ایک شخص کے سوال پر بابا صاحب فرماتے ہیں "قرآن کتیب کمائیے" یعنی قرآن شریف پر عمل کرو "کرچانن صاحب ایویں ملے" اس سے جو روشنی پیدا ہوگی اُس میں خدا ملے گا (جنم ساکھی سنگھ سبھا ص۱۶۹ و جنم ساکھی بالا ص۴۱۲)

بابا صاحب کا ایک قول یہ ہے :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توریت انجیل زبور تربہہ پڑھ سُن ڈِٹھے وید
رہیا فرقان کیتبڑے کُل جگ میں پروان
(جنم ساکھی بالا ص۱۴۷)

یعنی میں نے توریت انجیل زبور اور وید پڑھ اور سُن کر دیکھ لئے ہیں، قرآن کتاب ہی کلجگ کے لئے خدا تعالیٰ نے منظور فرمائی ہے۔

آپ قیامت کے بھی قائل تھے، جیسا کہ لکھا ہے، "آسمان دھرتی چل سی مقام وہی ایک" (محلہ ۱ ص۹۶ گرنتھ صاحب آ د) یعنی ہر ایک چیز فنا ہو جائے گی، وہی ایک خدا رہنے والا ہے۔ نیز جنم ساکھی بالا ص۱۳۹ و ص۱۵۴ و ص۲۳۳ و جنم ساکھی ولایت والی ص۲۵ میں قیامت کو برحق تسلیم کیا گیا ہے۔

بابا نانک صاحب نے اسلامی بہشت اور دوزخ کے عقیدہ کو بھی تسلیم کیا ہے۔ (دیکھو راگ ماجھ محلہ ۱ ص۱۳۱ و جنم ساکھی بالا ص۱۹۱ و ص۱۳۹ و ص۲۳۳ و گرنتھ صاحب آسا محلہ ۱ ص۴۳۷) جنم ساکھیوں میں عقیدہ شفاعت کو بھی برحق یقین کیا گیا ہے، طوالت کے ڈر سے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ بابا نانک صاحب نے فرمایا ہے "سیئ چھٹے نانکا حضرت جناں پناہ" دیکھو جنم ساکھی سنگھ سبھا والی ص۲۵، یعنی نانک کہتا ہے کہ قیامت کو وہی لوگ نجات پائیں گے جنکی پُشت پناہ حضرت نبی کریمؐ ہونگے۔

باباصاحب کے مسلمان ہونے کا ایک یہ ثبوت بھی ہے کہ آپ نے حیات خاں مسلمان کی لڑکی سے شادی کی، اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، (سکھاندے راج دی وِتھیا ص۱) جنم ساکھیوں کے قلمی نسخوں میں بھی یہ مضمون پایا جاتا ہے۔

پھر ایک اور زبردست ثبوت باوا صاحب کے مسلمان ہونے کا آپ کا چولہ ہے، جو آجتک ڈیرہ بابا نانک میں آپکی اولاد کے پاس بطور یادگار چلا آتا ہے، اس چولہ پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں، جنم ساکھی بالا و نانک پرکاش کا بیان ہے، کہ آپ کو چولہ بارگاہِ خداوندی سے ملا، اور خورشید خالصہ کا بیان ہے، کہ یہی چولہ صاحب ڈیرہ بابا نانک میں ہے۔ گو سکھ مؤرخوں نے بیان کیا ہے، کہ چولہ صاحب پر علاوہ عربی حروف کے اور زبان کے حروف بھی لکھے ہوئے ہیں، لیکن سردار کرتار سنگھ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر نے جغرافیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضلع گورداسپور میں[۵] چولہ صاحب کا خاکہ شائع کر کے یہ حقیقت آشکار کر دی ہے، کہ اس پر سوائے آیات قرآنی کے اور کسی زبان کا کوئی حرف نہیں ہے، اصل خاکہ درج ذیل ہے:-

اِدھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہے * یہی پاک چولا جہانگیر ہے

چولہ بابا نانک صاحب

۵ یہ جغرافیہ بطور ریڈر سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے، اور گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری شدہ ہے۔ اسے ٹھکر اج دگل بک سیلر و پبلشر بٹالہ نے شائع کیا ہے۔

اندلس یعنی مسلم سپین

(۲)

(از جناب مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے۔ سابق مبلغ انگلستان)

[رسالہ "اندلس یعنی مسلم سپین" سے ایک قسط قبل ازیں "ریویو" میں درج ہو چکی ہے، اب دوسری قسط شائع کی جاتی ہے، گذشتہ قسط کی اشاعت پر بعض اصحاب کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے، کہ یہ رسالہ کتابی صورت میں شائع شدہ ہے، چنانچہ انھوں نے ہم سے قیمتاً طلب کیا ہے، مگر یہ صحیح نہیں ہے، ہم یہ اقساط مسودہ سے شائع کر رہے ہیں، رسالہ ابھی شائع نہیں ہوا، ایڈیٹر]

مورخ ابن سعید (۱۲۱۴ء تا ۱۲۸۶ء)، ساکن غرناطہ کہتا ہے، کہ اندلس یافث ابن نوح کا ایک پوتا تھا، جو سپین میں آکر آباد ہوا، اور اس وجہ سے اس ملک کا نام اندلس ہو گیا۔ لیکن ابن حیان ساکن قرطبہ (۱۰۰۶ء تا ۱۰۷۶ء) اور ابن خلدون اشبیلی ساکن ٹیونس (۱۳۳۲ء تا ۱۴۰۶ء)، کہتے ہیں، اندلس کا لفظ اَنْدَگش سے نکلا ہے، جو ایک قوم کا نام تھا، جو اس ملک میں آباد تھی، منقری کا بھی یہی خیال ہے، پروفیسر گیان گس (Gayangos)، نے لکھا ہے، کہ اندلش دراصل وینڈیلوسی (Vandaloeii) ہے، جو عربوں نے بگاڑ لیا ہے، اور یہ وینڈل (Vandal)، قوم کا نام ہے۔ کاریری (Casiri)، کی رائے ہے، کہ اندلس لاطینی کا لفظ نہیں، بلکہ عربی ہے، جو حندلس سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں، تاریکی کی زمین۔

ابن النظام لکھتا ہے، کہ اندلس کو جب رومیوں نے فتح کیا، تو ان کے بادشاہ اشبان نامی نے ایک شہر آباد کیا، جس کا نام اشبانیہ رکھا۔ اس شہر کا موجودہ نام سوّتے (Seville) ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہستہ آہستہ سارے ملک کا نام اشبانیہ ہوگیا۔ اشبان سے ہسپان (Hispan) اور اس سے سپین (Spain) ہوگیا۔ اشبان کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں، کہ دراصل اصبہان تھا، کیونکہ وہ اصفہان کے شہر میں پیدا ہوا تھا۔

گیان گس (Gayangos) لکھتا ہے، کہ سپین کی تاریخ قرونِ وسطی سے لے کر اس وقت تک باوجود مورخوں کی غور و پرداخت کے صرف ایک فرضی قصہ ہے، جو تضاد سے پُر ہے۔ اور اسکی وجہ سپین کی حکومت کی تنگ نظری، تنگ طرفی، تعصب اور جہالت ہے۔ کہتے ہیں زیمنز (Ximenez) نے جو عیسائیوں کا ایک کارڈینل تھا، ۸۰ ہزار عربی کتب کو غرناطہ کے مختلف چوکوں میں آگ سے جلا کر راکھ کر دیا تھا، کیونکہ ان میں جو کچھ لکھا تھا وہ اسکے نزدیک عیسائیت کے خلاف تھا۔ روبلس (Robles) کی رائے ہے، کہ ان کتب کی تعداد جو جلائی گئیں ۱۰۰۵۰۰۰ تھی۔ جو مسلمان قتل کیے گئے، اور جن کو زبردستی مار مار کر عیسائی بنا لیا گیا، انکی تعداد تو بے شمار ہے، لیکن جو سپین سے جلاوطن کئے گئے انکی تعداد کا اندازہ یورپین مورخوں نے ۳۰۰۰۰۰۰ لگایا ہے۔

ان حالات میں جس طرح سپین میں مسلمانوں کا نام و نشان باقی نہیں رہا، اگر انکی گذشتہ تاریخ بھی قطعی طور پر مٹ جاتی، تو یہ کوئی تعجب زا بات نہ ہوتی، لیکن اسلام میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی طاقت رکھی ہے، کہ مر کر بھی زندہ ہی رہتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود یورپ کے مورخ مسلمانوں کی ترقی علم اور تہذیب کی تعریف میں رطب اللسان ہونے میں مجبور ہوئے ہیں۔

فتح اندلس کے اسباب

سپین میں جو فتوحات مسلمانوں کو ہوئی ہیں، ان کے متعلق کئی قیاس آرائیاں ہوئی ہیں۔ بعض کہتے ہیں، کہ قدیم ایام میں ایک نہایت ہی دانشمند بادشاہ نے طلیطلہ میں جسے اب (Toledo) کہتے ہیں ایک محل تعمیر کیا تھا، اور اس میں ایک جادو قائم کیا، جس کے متعلق سپنش زبان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدائش عالم کتنے عرصہ میں ہوئی؟

درس القرآن فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ (یونس ۱) تمہارا رب یقیناً اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قرار فرما ہوا، وہ ہر امر کا انتظام کرتا ہے۔

ترتیب۔ قرآن کریم کی عادت ہے، کہ جس آیت کے مضمون کے متعلق کوئی سوال پیدا ہوتا ہے، اس کا جواب اگلی آیت یا اگلی آیات میں دے دیتا ہے، اور بسا اوقات اس اعتراض کو بیان بھی نہیں کرتا، صرف جواب ہی دے دیتا ہے، گویا وہ پڑھنے والے کے ذہن کے افکار میں اور قرآن کریم کے مضامین میں ایک کڑی بنا دیتا ہے، اور اس طرح پڑھنے والا یوں محسوس کرتا ہے، کہ جو سوال اس کے ذہن میں آتا ہے، قرآن کریم اس کا جواب ساتھ کے ساتھ دیتا جاتا ہے۔ جو لوگ اس کے اس لطیف پیرایہ سے ناواقف ہیں، وہ ایسے مقامات پر کہہ دیا کرتے ہیں، کہ اس میں آیات کی ترتیب نہیں، حالانکہ اصل نقص ان کے تدبر کا ہوتا ہے۔ اس آیت میں بھی ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے، جو پہلی آیت سے پیدا ہوتا تھا، اور وہ یہ کہ مسلمان ترقی کس طرح کریں گے، ان کی ترقی کے سامان تو کوئی نظر نہیں آتے۔

تفسیر۔ چونکہ پہلی آیت میں مسلمانوں کے لئے ایک پائدار کامیابی کی بشارت دی تھی، اور یہ بشارت ایسے وقت میں دی تھی، جبکہ مسلمانوں کے لئے انکے گھروں میں بھی امن نہ تھا، اور سب ملک دشمن تھا، اس لئے قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا، کہ ایسے حالات میں مسلمان کس طرح ترقی کر سکتے ہیں، پس یہ وعدے صرف دھوکہ دینے کے لئے ہیں۔ چنانچہ یہ سوال کفار کے دلوں میں پیدا ہوا، اور انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا، یعنی فریب کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ایک نظم بھی ہے،

کہتے ہیں باوجود منع کرنے کے لوذریق بادشاہ نے روڈیرک (Roderic) کے اس جادو کو جاکر توڑ دیا، اور اس وجہ سے سپین عیسائیوں کے ہاتھوں سے جاتا رہا۔

گیارھویں صدی کے بعد کے مؤرخ ایک اور قصہ بیان کرتے ہیں، اور وہ یہ کہ قدیم زمانہ میں یہ رواج تھا کہ ماتحت علاقوں کے امیر اپنی لڑکیاں بادشاہ وقت کے محل میں بھیج دیتے تھے، تا وہاں شہزادوں کے ساتھ انکی تعلیم و تربیت ہؤا کرے۔ اس رواج کے ماتحت ایلیان (Ilyan) نے جو شمالی افریقہ کا ایک رئیس تھا، اپنی لڑکی فلورنڈا (Florinda) کو لوذریق شاہِ سپین کے محل میں بھیجا۔ لڑکی نہایت خوبصورت اور حسین تھی، کہیں بادشاہ کی نظر پڑ گئی، اور نتیجہ عصمت دری ہؤا۔ لڑکی نے کسی طرح اپنے باپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، جس پر وہ کسی بہانہ سے اسے محل سے لیکر چلا گیا۔ جاتے ہوئے لوذریق نے اس سے سفارش کی، کہ وہ اس کے لئے کچھ باز بھیجے، ایلیان نے کہا، وہ ایسے باز لائے گا، جو بادشاہ نے کبھی اس سے پہلے نہ دیکھے ہوں۔ چنانچہ وہ افریقہ پہنچا، اور قیروان جاکر موسیٰ ابن نصیر کو ملا، جو مسلمانوں کا وہاں گورنر تھا، اور اسکو اس بات پر آمادہ کیا، کہ وہ سپین کو فتح کرے۔ چونکہ اس سے پہلے ایلیان سے خود جنگ ہوتی رہتی تھی، اس لئے موسیٰ نے احتیاط کی۔ ایک طرف خلیفہ وقت (ولید) سے اجازت چاہی، اور دوسری طرف ایلیان سے کہا کہ وہ خود حملہ میں شریک ہو۔ خلیفہ وقت کا جواب یہ آیا، کہ دُور اندیشی سے کام لیا جائے، اور اچھی طرح تحقیقات کرکے تیاری کی جائے، یونہی اندھیرے میں مسلمانوں کی جانیں ضائع نہ کی جائیں۔

ایک اور وجہ جو بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے، کہ چونکہ لوذریق نے پہلے بادشاہ ویٹزا (Witiza) نامی کو قتل کر دیا تھا، اور اس کے متعلقین کو نکال دیا تھا، اس لئے ان لوگوں نے آکر موسیٰ ابن نصیر سے پناہ چاہی، اور امداد کی درخواست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی۔

سید امیر علی لکھتے ہیں، کہ مسلمانوں کے آنے سے پہلے سپین کی حالت بہت خراب تھی، اُمرا عام طور پر کوئی ٹیکس نہیں دیتے تھے، اور غربا کی حالت نہایت ردی تھی۔ مزدوری اور کاشتکاری کا کام غلاموں سے لیا جاتا تھا، جن کو از خود شادی کرنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ یہودیوں پر سخت مظالم توڑے جاتے تھے، جسکی وجہ سے انھوں نے بغاوت کی کوشش کی تھی، جو ناکام رہی، اور اس وجہ سے انپر عیسائیوں نے اور زیادہ سختی شروع کر دی، انکی جائدادیں ضبط کر لیں، اور بہت سے غلام بنا لئے گئے، کسی یہودی کو دوسرے یہودی سے شادی کرنے کی اجازت نہ تھی، اس وجہ سے بہت سے لوگ اسلامی علاقہ میں بھاگ کر آ گئے تھے۔

ظاہری اسباب ہر ایک تغیر کے کچھ نہ کچھ ہوتے ہیں، اور ہونے ضروری ہیں، لیکن مسلمان سپین کی فتح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا یقین کرتے تھے، اور کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تھا بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ[1] اس لئے ضروری تھا، کہ مغرب کے رہنے والے بھی اسلام سے بہرہ مند ہوتے۔ علاوہ ازیں آپ نے فرمایا تھا۔ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا وَ اِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوٰی لِیْ مِنْھَا وَ اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔ پس ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ایسے سامان پیدا ہوں کہ آنحضرت صلعم کے نام لیوا ابر رحمت ہو کر مشرق و مغرب میں برسیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، جس طرح مشرق میں انھوں نے دنیا کو توحید

[1] میں بھیجا گیا ہوں سُرخ اور سیاہ سب کی طرف۔

[2] اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکھٹا کیا، پس مَیں نے اسکے مشارق و مغارب کو دیکھا، اور میری امت کی بادشاہت ان تمام علاقوں تک پہنچے گی جو میرے لئے خدا نے اکھٹے کئے اور مجھے سُرخ و سفید ہر دو خزانے دئے گئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا سبق پڑھایا، اسی طرح مغرب میں آکر انھوں نے اسکی اندھیری وادیوں کو اسلام کے نور سے منوّر کرکے دُنیا کو اپنی تہذیب سے روشن کردیا۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمّد و بارک وسلم۔

فتح اندلس

موسیٰ نے طریف ابوزرعہ کو رمضان ۹۱ھ میں ایلیان کے چار جہازوں میں اندلس کے ساحل پر بھیجا، کہ وہ حملہ کرکے دشمن کی طاقت کا اندازہ لگائے، اس کے ساتھ پانچسو سپاہی تھے۔ وہ اس جگہ اُترا جس کو اس وقت تک اسی کے نام سے پکارا جاتا ہے، یعنی طریفہ۔ اور الگیسرس (Algeciras) پر ایک کامیاب حملہ کرکے اکتوبر ۷۱۰ء کے آخر میں واپس آگیا، اور یہ رپورٹ کی کہ حالات امید افزا ہیں۔

اس کے بعد موسیٰ نے اپنے جرنیل طارق ابن زیاد ابن عبداللہ ساکن ہمدان (ایران)، کو سات ہزار فوج کے ساتھ ۷۱۱ء میں سپین پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہ ۸ر رجب ۹۷ھ بروز جمعرات (تیس اپریل ۷۱۱ء) Lions Rock پر جا کر اُترا جس کا نام اس وقت سے جبل طارق یعنی جبرالٹر ہے، طارق نے وہاں پہنچکر فی البدیہ یہ اشعار پڑھے:-

رکبنا سفیناً للمجاز مقیرا   عسیٰ ان یکون اللہ منا قد اشتری
نفوساً و اموالاً و اھلاً بجنّۃ   اذا ما شتھینا الشئَ فیھا تیسرا
وَلَسْنا نُبَالِی کیفَ سالت نفوسُنا   اِذَا نحنُ ادرکنَا الّذِی کانَ اَجْدَرَا

کارٹیا (Carteya)، پر قبضہ کرکے وہ ملک کے اندر کی طرف بڑھا۔ Goths جو اس وقت سپین پر حکمران تھے لوذریق کی کمان میں گاڈلیٹ (Guadalete) کے قریب ایک مقام پر طارق کے مقابلہ کے لئے آئے، جس کو مقری وادی مکّہ اور دوزی (Dozy)، وادی بکہ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موسیٰ نے پانچ ہزار نفری بطور کمک کے طارق کے لئے بھیج دی تھی، اس طرح مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار ہوگئی، لیکن لوذریق کی فوج چھ بلکہ بعض کے نزدیک ۸ گنا زیادہ تعداد میں تھی، جسے دیکھ کر آنی طور پر مسلمانوں کے دل بیٹھنا شروع ہوگئے۔ لیکن انھوں نے دعاؤں پر زور دیا، اور کہتے ہیں، کہ طارق کو رسول اللہ صلعم کی خواب میں زیارت ہوئی، اور حضور نے اسے تسلّی دی، جسپر طارق نے اپنی فوج کے سامنے ایک تقریر کی، جس کا خلاصہ یہ تھا، کہ اے مسلمانو! سامنے تمہارے دشمن ہے، اور پیچھے سمندر ہے (جہاز توڑ دیے گئے تھے تا بھاگنے کا سامان باقی نہ رہے) پس سوا بہادری اور استقامت کے اور کوئی مفر باقی نہیں ہے۔ یہ جنگ سات دن جاری رہی، ویٹزا (Witiza) کے رشتہ دار جو لوذریق کی فوج میں شامل تھے، اسے چھوڑ کر بھاگ گئے، اور اسے سخت شکست ہوئی، لوذریق بھی بھاگ نکلا، اور اپنی جان بچاتے ہوئے دریا میں غرق ہوگیا۔ مسلمانوں کی فتح فیصلہ کن تھی۔ اس جنگ کی تاریخ ۱۹ر جولائی سنہ ۷۱۱ء بیان کی گئی ہے۔

اس کے بعد طارق نے سیڈونیا (Sidonia)، مورن (Moron)، کارمونا (Carmona) اور ازیجا (Ezija)، فتح کئے، اور اپنی فوج کے حصے کرکے انھیں مختلف جہات میں روانہ کردیا۔ کارڈونا (Cardona)، ملاگا (Malaga)، الویرا (Elvira)، ارچیڈونا (Archidona)، گراناڈا (Granada) اور ٹولیڈو (Toledo)، چند ہی دنوں میں مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے۔ غرض جس طرف انھوں نے مُنہ کیا، ظفر اُن کے استقبال کے لئے حاضر تھی۔ مورشیا (Murcia)، اور اوری ہکلا (Orihuela)، میں تدمیر (Theodemir)، کو شکست دی۔ اگر مسلمان چاہتے، تو عیسائیوں اور یہودیوں کی طاقت کو مٹا کر خاک میں ملا دیتے، اور ان میں کبھی سر اُٹھانے کی سکت باقی نہ رہتی، لیکن مسلمان سفاک نہیں ہوسکتا، اور تعصب میں اندھا بھی نہیں ہوتا، بلکہ اگر دشمن میں بھی کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبی دیکھے، تو اسکی قدر کرتا ہے، چنانچہ تدمیر کے ساتھ جو سلوک مسلمانوں نے کیا وہ اسی قسم کا تھا۔

ایک روایت یہ ہے، طارق کی فتوحات کو دیکھ کر موسیٰ کو حسد پیدا ہوُا، اور وہ بھی ۷۱۲ء کے موسم گرما میں ۱۸ ہزار آدمی لے کر سپین آپہنچا۔ اور سیولا (Sevilla) اور مریڈا (Merida)، کو فتح کرتا ہوُا ٹولیڈو آگیا۔ طارق مغرب کے گورنر کا استقبال کرنے کے لئے شہر سے باہر نکل کر موسیٰ کے پاس پہنچا، تو اس نے اسے سرزنش کی، بعض کہتے ہیں کہ چھڑی سے مارا بھی، اور قید بھی کر دیا۔ موسیٰ ابن نصیر ایک تابعی تھا، اس کا باپ معاویہ کے زمانہ میں صاحب الشرطہ یعنی پولیس کا اعلیٰ افسر تھا، لیکن صفین کی جنگ میں اس نے حضرت علیؓ کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ افریقہ کا وائیسرائے ہونے کی حیثیت سے اسپر مرکز کے لحاظ سے ایک اہم ذمہ واری تھی، جس کو موسیٰ خوب سمجھتا تھا، چنانچہ اس نے ہر معاملہ میں پوری احتیاط سے کام لیا۔ چونکہ خلیفہ وقت کی ہدایات آچکی تھیں، اور طارق کو موسیٰ کی طرف سے اطلاع مل چکی تھی، اس لئے موسیٰ کا فرض تھا کہ وہ اپنے ایک ماتحت افسر سے اسکی خلاف ورزی کے متعلق بازپرس کرتا، اس میں شک نہیں فتوحات کا ہونا اور چیز ہے، اور احکام کی خلاف ورزی اور چیز ہے، بہرحال طارق نے جس جرأت اور ذمہ واری سے فتوحات کا قدم اُٹھایا، اسی طرح اپنے افسر کی سزا کو بھی قبول کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوُا کہ آخر خلیفہ وقت کی ہدایات کے ماتحت طارق کو پھر بحال کر دیا گیا۔ اور پھر موسیٰ اور طارق نے مل کر فتوحات کے سلسلہ کو جاری رکھا۔

البتہ یہ ممکن ہے، کہ طارق کی فتوحات کو دیکھ کر موسیٰ کے دل میں رشک پیدا ہوُا، اور اس طرح فتوحات میں حصہ لینے کے لئے وہ سپین آگیا ہو، اور ساتھ دل میں یہ بھی خیال ہو، کہ اگر خدانخواستہ طارق کو شکست ہوگئی، تو سارا کام خراب ہو جائے گا، اس لئے مناسب یہی تھا، کہ موسیٰ خود موقعہ پر آتا، اور ذمہ واری کو سنبھالتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہر حال موسیٰ اور طارق آپس میں دست و گریبان نہیں ہوئے، بلکہ دونوں نے مل کر اسلامی فتوحات کو جاری رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوُا، کہ سارا گوسا (Saragossa)، تاراگونا (Tarragona)، بارسیلونا (Barcelona)، اور دوسرے شہر سب فتح ہوگئے۔ اور دو سال سے کم عرصہ میں تمام سپین پائیرنا (Pyrenna)، تک مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ چند سال کے بعد پرتگال بھی فتح ہوگیا، جسے ایک الگ صوبہ بنا دیا گیا، اسے الغرب کہتے تھے۔ چنانچہ اس وقت تک پرتگال کے ایک صوبہ کا نام (Algarve)، چلا آتا ہے۔

ابن خلدون کہتا ہے اسلامی فتوحات کی حدود یہ تھیں، مشرق میں بارسیلونا (Barcelona)، شمال میں ناربونے (Narboune)، اور مغرب میں کاڈز (Cadiz)، گبن لکھتا ہے:-

"A victorious line of march had been prolonged above a thousand miles from the rock of Gibraltor to the banks of Loire — a repitition of an equal distance would have carried the Saracens to the confins of Poland and the highlands of Scotland".

گلیشیا (Galicia)، کا کام طارق کے حوالہ کرکے موسیٰ خود فرانس پہنچ گیا، اور لینگویڈوک (Languedoc)، کا کچھ حصّہ فتح کرکے سارے یورپ کو فتح کرنے کی تجویزیں کر رہا تھا، اور ظاہری حالات پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے، کہ یورپ میں اس وقت کوئی ایسی طاقت نہ تھی، جو اس کا مقابلہ کرسکتی، لیکن افسوس دمشق کی محتاط پالیسی نے یورپ کی تہذیب کو سینکڑوں سال پیچھے ڈال دیا۔ عین اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جبکہ موسیٰ فرانس کے اندر سے ہو کر اٹلی جانے کی تیاری میں تھا، ولید کا حکم آپہنچا، کہ وہ جلد اس کے دربار میں حاضر ہو، جس پر اس نے یہ چاہا، کہ کم سے کم سپین کے پہاڑی علاقوں کو ضرور فتح کرے، کیونکہ وہاں عیسائیوں کے قبائل کچھ مقابلہ کرتے تھے، چنانچہ گلیشیا (Galicia) میں داخل ہو کر موسیٰ نے ان کے قلعے فتح کر لئے، اور انکو اسٹوریس (Asturias) کی طرف بھگا دیا۔ ایک ایک کر کے سب قبائل موسیٰ نے زیر کر لئے، صرف پلیئو (Palayo) اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ باقی رہتا تھا، اور ایک دو دن میں اس کا قضیہ بھی ختم ہو جاتا، لیکن دمشق سے دوسرا حکم پہلے سے بھی زیادہ سختی کے رنگ میں آپہنچا۔ مرکز کی اپنی کوئی پالیسی ہوگی، لیکن مقامی حالات یہ چاہتے تھے، کہ موسیٰ کو چند دن اور فرصت مل جاتی۔ مقری کہتا ہے، کاش عیسائی فتنہ کی یہ چنگاری جو باقی رہ گئی تھی، اس وقت بجھا دی جاتی، تا اس آگ کا جس نے بعد میں اسلامی حکومت کو تباہ کرنا تھا، کلی طور پر خاتمہ ہو جاتا، لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا، کہ اس وقت ہی سارے مغربی ممالک اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر پناہ گزیں ہو جاتے۔ شاید یہ فتح رسول اللہ صلعم کی بعثت ثانیہ کے لئے مقدر تھی۔ بہر حال جانے سے پہلے موسیٰ نے سپین کی حکومت کے متعلق انتظامات جس حد تک ممکن تھے، مکمل کر دیئے۔ اپنے بیٹے عبدالعزیز کو سپین کا گورنر مقرر کر دیا اور سیوِلے (Sevilla) کو دارالخلافہ بنا دیا۔ اور اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو افریقہ کا گورنر مقرر کر کے طارق کو ساتھ لے کر دمشق کو روانہ ہو گیا۔ موسیٰ نے جو اطاعت کا نمونہ دکھایا وہ نہایت ہی قابلِ تعریف ہے۔ لیکن افسوس اسکی وہ قدر نہ کی گئی جس کا وہ حقدار تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریّات اسلامیہ

(از چوہدری عبدالمجید صاحب بی۔اے)

اس زمانہ میں جبکہ مسلمان کہلانے والوں کا قومی وملی انحطاط ہر لحاظ سے اپنی انتہا کو پُہنچ چکا ہے، وہ اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھی بُھلا بیٹھے ہیں۔ اور اس بات کے عادی ہو گئے ہیں، کہ ہر بات میں اہلِ مغرب کو اپنا رہنما تسلیم کریں۔ یہ قومی تنزّل اور بے حسّی و بے عملی کا قدرتی نتیجہ ہے۔ مسلمان نوجوان اپنے سامنے اہلِ یورپ کی علمی وعملی ترقیات کو دیکھتے ہیں، اور اُنپر عش عش کرنے لگ جاتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے، کہ یورپ کی یہ تمام ترقیات انھیں کے اسلاف کے علم وحکمت کی شرمندہ احسان ہیں۔ وہ چونکہ خود اس سے بے بہرہ ہیں، اور اس سے مُنہ موڑ چکے اور عرصہ سے نذر طاق نسیان کر چکے ہیں، اس لئے اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے، کہ انھیں کے آباؤ اجداد یعنی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے پاس علم ودانش کے کس قدر قیمتی خزانے موجود تھے۔

یورپ نے عربوں سے کیا کیا علوم حاصل کئے، یہ ایک وسیع مضمون ہے، اور ایک چھوٹے سے مقالے میں اس کا مختصر سا خاکہ کھینچنا بھی ناممکن ہے، اس وقت یورپ کو اپنے جن علوم اور اختراعات وایجادات پر ناز ہے وہ انھوں نے عربوں ہی سے سیکھے، یا ان کے اصول و مبادیات کے لئے انھوں نے عربوں ہی سے اکتساب فیض کیا۔ عربوں نے اہلِ یورپ پر اپنے اثر کا جو نقش جمایا تھا، وہ اس قدر گہرا اور پائدار تھا، کہ آج بھی اس کے آثار موجود ہیں، گو حوادث روزگار نے قصر تمدنِ اسلامی کو مسمار کر دیا ہے، مگر اس میں کیا شبہ ہے، کہ صفحۂ زمین پر اس کے کھنڈرات اب تک قائم ہیں، جو اسکی کھوئی ہوئی عظمت کا اب بھی پتہ دے رہے ہیں، اور دیکھنے والے کے دامنِ دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس مختصر سے نوٹ میں نہایت اختصار سے یہ بتانا مقصود ہے، کہ بحری طاقت وقوت جسے اس زمانہ میں ملکی دفاع کا ایک جزو اعظم سمجھا جاتا ہے، مسلمانوں کے زمانہ اقتدار میں کس حد تک ترقی کر گئی تھی، اور ان کے ہاتھوں سے اس فن کو کس درجہ کمال حاصل ہُوا تھا۔

یہی شوق فنِ جہازرانی تھا، جسکی بدولت مسلمان عرب کے چھوٹے سے ملک سے نکل کر یورپ پر اپنا تسلط جمانے میں کامیاب ہو گئے تھے، چنانچہ ایک وقت تھا کہ بحیرۂ ابیض کے جزائر مثلاً میورقہ اور منورقہ (جنہیں اب جزائر بالیار Baleanic Islands کہا جاتا ہے) مسلمانوں کے قبضہ میں تھے۔ اسی طرح دوسرے جزائر مثلاً جزائر بنی مزغنہ یا مزغونہ صقلیہ۔ قرسقہ (کارسیکا)، اور اقریطش (کریٹا)، بھی اسلامی تمدن کے عروج کے گواہ ہیں، جہاں اب تک تمدن اسلامی کی عظمت کے آثار باقی ہیں۔

مسلمانوں کے بحری حملوں کی ابتداء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی، ظاہر ہے، کہ عرب جو ایک بادیہ نشین قوم تھی، اور جس نے کبھی فن جہازرانی کا خواب بھی نہ دیکھا تھا، بہت جلد اس فن کی مہارت نہیں پیدا کر سکتی تھی۔ سب سے پہلے بحری حملہ کی تیاری خلافت فاروقی میں علاء بن حضرمی نے جو بحرین کے گورنر تھے، کی۔ یہ تیاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر عمل میں لائی گئی تھی، گورنر بحرین نے بحری راستے سے فوج کے بہت سے دستوں کو اصطخر میں اُتار دیا، لیکن جونہی فوجی دستے جہاز سے اُترے، ایرانیوں نے ان دستوں کو روک لیا، اور ان کے تمام جہاز غرق کر دیئے۔ اس پر مسلمانوں کے ایک دستے کے سپہ سالار نے فوج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اِن لوگوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا، کہ تم کو خشکی میں لڑنے کے لئے مجبور کر دیا، آخر تم بھی تو لڑنے کے لئے ہی آئے ہو، اور لڑائی کے لئے خشکی اور پانی دونوں برابر ہیں،" چنانچہ مسلمانوں نے طاؤس کے مقام پر ایرانیوں کا مقابلہ کیا، اور بصرہ کی طرف واپس آنا چاہا، لیکن جب وہ ساحل دریا پر پہنچے، تو انھوں نے دیکھا، کہ تمام کشتیاں غرق کر دی گئی ہیں، اس لئے انھیں مجبوراً وہیں ٹھہرنا پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس حملہ کی خبر ملی، تو آپ نے علاء بن حضرمی سے ناراض ہو کر انھیں گورنری سے معزول کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب شام فتح ہؤا، تو امیر معاویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روم پر بحری حملہ کرنیکی اجازت چاہی، لیکن چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی بحری حملہ نہیں ہؤا تھا، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی اسوہ کی تقلید کرتے ہوئے اجازت نہ دی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امیر معاویہ نے پھر بحری حملہ کی اجازت طلب کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بمشکل اس شرط پر اتنی اجازت دی، کہ کسی کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا، صرف وہ لوگ اس بحری حملہ میں شریک ہوں، جو بہ رضاء اس کے لئے تیار ہوں، چنانچہ امیر معاویہ نے عبداللہ بن قیس کی قیادت میں فوج روانہ کی، جو بہت سی بحری جنگوں میں کامیاب ہوئی۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں مسلمان بحری جنگ میں اس قدر مشاق ہوگئے تھے، کہ جب ۳۴ھ میں قسطنطین بن ہرقل ایک ہزار جہازوں کے ساتھ اسکندریہ پر حملہ آور ہؤا، تو عبداللہ بن ابی سرح نے دوسرے جہازوں سے اس کا مقابلہ کرکے اسے شکست فاش دی۔

اس کے بعد عبدالملک ابن مروان کے زمانۂ حکومت میں تونس میں آلاتِ بحریہ کا ایک بہت بڑا کارخانہ قائم کیا گیا۔ پھر اندلس اور افریقہ میں بھی جنگی جہازوں کو بہت ترقی حاصل ہوئی، چنانچہ بیان کیا جاتا ہے، کہ عبدالرحمن ناصر کے زمانہ میں صرف اندلس کا بیڑا دوسو جہازوں پر مشتمل تھا، اسی طرح افریقی بیڑہ بھی بہت طاقتور تھا۔ یہی وجہ تھی، کہ مسلمانوں کی بحری سطوت نے عیسائیوں کی بحری قوت کا خاتمہ کردیا تھا۔ اور بحیرہ روم پر مسلمانوں کا کامل تسلط قائم ہوگیا تھا۔

مصر میں بحری بیڑے کی ابتداء ۲۳۸ھ میں متوکل علی اللہ کے عہد میں ہوئی، جبکہ رومیوں کے اچانک بحری حملہ نے جس میں سینکڑوں مسلمان قتل اور ہزاروں گرفتار ہوئے اہل مصر کو دفعۃً بحریات کی طرف متوجہ کردیا۔ رفتہ رفتہ مصر کی بحری طاقت اس قدر ترقی کرگئی، کہ اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے، کہ مصری بیڑہ کے سپہ سالاروں کی تعداد پانچ ہزار تھی، اور ان میں دس کمانڈر انچیف تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باتیں کرنے والا۔ پس اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا، کہ ضروری نہیں کہ ہر امر کی ابتداء ہی میں اس کی ترقی کے سامان اپنی مکمل صورت میں نظر آجائیں۔ رُوحانی عالم بھی جسمانی عالم کی طرح ہوتا ہے۔ آخر زمین و آسمان بھی تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اگر اس کی طرف سے آنے والے کلام کے لئے ضروری ہے، کہ اس کی تکمیل کے سامان فوراً پیدا ہو جائیں، تو چاہیئے تھا، کہ زمین و آسمان بھی فوراً پیدا ہو جاتے، مگر ایسا نہیں ہوُا، ان کی پیدائش چھ دَوروں میں ہوئی ہے۔ دعلم طبقات الارض سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک دَور لاکھوں کروڑوں سال کا تھا، پس جس طرح آسمان و زمین کا باریک اور غیر مرئی ذرات سے ایک لمبے عرصہ میں پیدا ہونا، اس بات کی علامت نہیں، کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا، اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے ساتھ ہی اسلام کی تکمیل کے سامانوں کا پیدا نہ ہونا، اس امر کی علامت نہیں، کہ اس کی تکمیل مشکوک ہے، اور اس کی بُنیاد خدا تعالیٰ نے نہیں ڈالی۔ الٰہی کاموں کی بُنیاد ہمیشہ ایسے سامانوں سے رکھی جاتی ہے، جو انسانی نظر سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔

یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ کہہ کر یہ بھی بتایا، کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت جو کُنۡ فَیَکُوۡنُ کے الفاظ آتے ہیں، یعنی وہ کہتا ہے، ہو جا، پس ہو جاتا ہے، اس کے یہ معنی نہیں، کہ وہ اپنے حکموں کو فوراً پورا کرواتا ہے، وقت کی حدبندی نہیں کرتا، بلکہ اس کے احکام بھی تدبیر پر مشتمل ہوتے ہیں، یعنی باریک اور مخفی تدابیر سے کام لے کر وہ نتائج پیدا کرتا ہے، اور تدبیر کے معنی ہی یہ ہیں، کہ اسباب میں ایسا تغیر کیا جائے، کہ طبعی نتائج منشاء کے مطابق پیدا ہو جائیں۔

. . . .

فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ میں یَوۡم سے مُراد یہاں سورج سے تعلق رکھنے والا دن نہیں۔ مجاہد، احمد بن حنبل، ابن عباس بروایت ضحاک (تفسیر ابن کثیر سورہ اعراف زیر آیت فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ) اور زید بن ارقم (رُوح المعانی سورہ اعراف زیر آیت فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ) کا مذہب ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah
مصر کے ایک مشہور مصنف احمد زکی بک نے "آثار عرب" پر اپنے مباحث کے دوران میں اس حقیقت کو بھی واشگاف کیا ہے، کہ موجودہ زمانہ کی بہت سی بحری اصطلاحات عربی الفاظ سے لی گئی ہیں، چنانچہ دار الصناعہ (کارخانہ ہائے جہاز سازی) کے لفظ کو اطالویوں نے Tarzana کو Darsena بنایا، پھر Darsena بنایا گیا، اور Tarzana سے یہ Arzana بنا، پھر Arsenala بولنے لگے۔ چنانچہ آج تک یہ لفظ بولا جاتا ہے، فرانسیسی لفظ Arsenal بھی اسی اطالوی لفظ سے ماخوذ ہے۔

بحری بیڑوں کے ساتھ لازمی طور پر ایسی کشتیاں بھی ہوتی ہیں، جو مال و اسباب وغیرہ اٹھاتی ہیں، اسلامی بیڑوں کے ساتھ اس غرض سے جو کشتیاں ہوتی تھیں، انھیں "قراقیر" کہا جاتا تھا، اطالویوں نے اس لفظ کو لے کر Carraca بنالیا۔ فرانسیسیوں نے اسی کو Carraque بنالیا۔

غرض یورپ نے نہ صرف فن بحریات کو عربوں سے لیا، بلکہ بحری اصطلاحات کو بھی انہی سے حاصل کیا۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے، کہ جو چیزیں کبھی ان کی تھیں، اب دوسروں کے ہاتھوں میں جا چکی ہیں، اور وہی ان کے مالک سمجھے جانے لگے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اب مسلمانوں کو انکے جمود اور بے حسی کے باعث ان سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا، تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلمانوں میں ”نامسلمان“

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ایک کہنہ مشق اخبار نویس اور مصنّف ہیں۔ آپکی تحریروں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کے دل میں مسلمانوں کی موجودہ نکبت و ادبار اور بے حسی و بےعملی کا احساس ہے۔ چنانچہ اس کا مداوا کرنے کے لئے آپ نے کچھ عرصہ ہوُا، ایک سکیم ”دارالاسلام“ کے نام سے جاری کی تھی، اور اس کا مرکز پٹھانکوٹ کے نزدیک ایک گاؤں (جمال پور) میں قائم کیا تھا۔

گذشتہ نصف صدی کے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر ایسی تمام تحریکات کے متعلّق ہمارا یقین اور ایمان ہے، کہ یہ کبھی پروان نہیں چڑھ سکتیں۔ ہمارے نزدیک مسلمانوں کی موجودہ حالت کا علاج دنیاوی سکیموں سے نہیں، بلکہ اس زمانہ کے رُوحانی مصلح و مامور کی پیروی ہی سے ہوسکتا ہے، اور اسکے مقابل پر دوسری کوئی سکیم ہرگز کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتی۔ اسلام کوئی سیاسی نصب العین نہیں ہے، کہ جسکی اصلاح مادی سکیموں سے ہوسکے، بلکہ یہ ایک رُوحانی اور الہٰی نظام ہے، اور دنیا کی تاریخ پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ رُوحانی اور الہٰی نظام پر چلنے والوں میں جب ضعف اور کمزوری پیدا ہوجاتی ہے، تو اُسے دُور کرنے کے لئے رُوحانی مصلحین اور الہٰی مامورین ہی مبعوث ہوُا کرتے ہیں، جو اپنی زبردست قوتِ قدسیہ سے مردہ قوم میں روحِ حیات پھُونکتے اور اس میں دوبارہ قوتِ عمل پیدا کردیتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ بھی کسی رُوحانی مصلح کے ذریعہ ہی ہو، چنانچہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اس تاریخی حقیقت کی تائید کرتی ہیں۔ مگر مسلمانوں کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے، کہ وہ اپنے مرض کے صحیح علاج کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہیں، کاش! وہ یہود کی حالت ہی سے عبرت حاصل کرتے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے مسلمانوں کی بےحسی و بےعملی کا علاج کرنے کے لئے ادارہ ”دارالاسلام“ کھولا، اور وہ یہ بات بھُول گئے کہ ان سے بہت زیادہ علم و اثر رکھنے والے اصحاب نے مسلمانوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے حسی وبے عملی کو دُور کرنے کے لئے مختلف ادارے قائم کئے، مگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے، پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ انکی یہ تحریک کامیاب ہو جاتی۔ چنانچہ اس کا بھی وہی حشر ہُوا، جو اس سے پہلی اس قسم کی تحریکوں کا ہوتا رہا ہے، اور "جمالپوری دارالاسلام" کی تحریک کی ناکامی ہمارے گذشتہ تجربہ میں ایک مزید اضافہ کا موجب ہوئی، اور اس سے ہمارا یہ یقین اور بھی بڑھ گیا، کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت مادی سکیموں سے ہرگز سُدھر نہیں سکتی، اور ہم نے جو مسلک اختیار کیا ہے، وہی صحیح اور درست ہے۔

یہ تو اِس تحریک کی ابتداء اور انتہاء کا حال ہے۔ مگر ہم آج جس چیز کا بالخصوص ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے، کہ اس تحریک کو عالمگیر بنانے کے لئے مولانا ابوالاعلیٰ صاحب نے تمام اسلامی فرقوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی تھی، مگر جماعت احمدیہ کو اس "صلائے عام" سے اس لئے مستثنیٰ رکھا، کہ آپ کے خیال میں جماعت احمدیہ ختم نبوت کی مُنکر اور مسلمانوں کو کافر کہتی ہے

ہمیں یہ شکایت نہیں ہے، کہ ہمیں اس ادارہ میں شرکت سے مستثنیٰ کیوں رکھا، کیونکہ یہاں اسکی خواہش ہی نہیں ہو، الٰہی سکیم میں شمولیت نے ہمیں تمام دُنیاوی سکیموں میں شمولیت سے بے نیاز کر دیا ہے، مگر مولانا موصوف نے ہمیں مستثنیٰ کرنیکی جو وجہ پیش کی، وہ یقیناً ہمارے لئے حیرت کا موجب ہوئی، اس لئے کہ نہ تو جماعت احمدیہ ختم نبوّت کی منکر ہے، اور نہ حقیقی مسلمانوں کو کافر کہتی ہے۔ ختم نبوّت کے معنوں میں جماعت احمدیہ کا بعض علماء سے اختلاف ہے، مگر یہ اختلاف ایسا نہیں ہے، جو آج پیدا ہوا ہو، بلکہ یہ گذشتہ اکابر امت میں بھی تھا، اب اگر اس اختلاف کی وجہ سے ہمیں امتِ اسلامیہ سے مستثنیٰ کیا جانا جائز ہے، تو اس فتویٰ کی زد میں وہ تمام بزرگ بھی آئیں گے، جنھوں نے ختم نبوت کے وہی معنی کئے ہیں، جو ہم کرتے ہیں۔

رہا مسئلہ تکفیر، سو اس ضمن میں بھی ہمارا مسلک کوئی نرالا نہیں ہے، جب ہم کسی کو کافر کہتے ہیں، تو اسکے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ اس میں حقیقی ایمان اور اس کے لوازم و مقتضیات مفقود ہیں۔ اور ظاہر ہے، کہ جس شخص میں ایمان مع اپنے لوازم و مقتضیات کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجود نہ ہو، اسے حقیقی مومن یا مسلم کیونکر کہا جاسکتا ہے، ہاں ان معنوں ہیں کہ وہ زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے، اسے رسمی یا اسمی مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ خود مولانا ابوالاعلیٰ صاحب بھی اس مسلک ہیں ہمارے ہمنوا اور شریک ہیں، آپ اپنے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۱۳ عدد ۶ ہیں ایک اسمی مسلمان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:۔

"۔۔۔ جب فرض یاد دلایا جائے اور اس کا جواب صریح انکار سے دیا جائے، اور جب انکار پر اتنا اصرار ہو کہ فرمان الٰہی سنانے والے کو مارا جائے تو بتایئے کہ ایسے دل ہیں ایمان کا شائبہ بھی ہوسکتا ہے؟ ایسے لوگ بھی مسلمان ہوں تو آخر نامسلمان کون ہوں گے؟

مگر واقعہ یہ ہے کہ ہماری قوم ہیں ایسے ایک دو نہیں بکثرت لوگ شامل ہیں۔ کریدے نہیں گئے اس لئے ان کا حال چھپا ہوا ہے، اور محض گناہ گار مسلمان ہی سمجھ کر چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ اگر کریدے جائیں تو صاف کھل جائے کہ شدید قسم کے منافق ہیں جو مسلمان کی حیثیت سے ہماری قوم میں شامل ہیں۔ مسلمانوں کی معاشرت ہیں گھسے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں ہیں شادی بیاہ کر رہے ہیں۔ مسلمان بچوں کے معلم ہیں۔ قومی ادارات کے کرتا دھرتا ہیں۔ سیاسی مجالس ہیں قوم کے نمائندے ہیں۔ غرض ہر جگہ مسلمان کے طور پر لیئے جا رہے ہیں۔ یہ نو کروڑ کا عظیم الشان جسم جو آپ کو نظر آ رہا ہے اس کا پھیلاؤ بڑی حد تک اسی اماس، اسی سوجن کا رہین منت ہے۔ اسی لئے جتنا اس جسم کا پھیلاؤ ہے اتنا اس ہیں زور نہیں ہے۔ سوجے ہوئے جسم کا موٹاپا قوت کا نہیں، الٹا ضعف کا سبب ہوتا ہے۔ مردم شماری کا یہ عدد کثیر در اصل ان منافقین کی تعداد کثیر ہی سے بنا ہے، اور اسی نے ہم کو دھوکے ہیں ڈال رکھا ہے۔ ہم اس تعداد کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ اکبر! ہم ہندوستان ہیں نو کروڑ ہیں۔ بھلا اتنی بڑی قوم بھی کہیں بے بس اقلیت ہوسکتی ہے۔ مگر سوچنے کا مقام ہے کہ "مسلمان" اور وہ بھی نو کروڑ کسی ایک ملک ہیں موجود ہوں، اور پھر ان کے دبدبہ سے وہ ملک لرز نہ اٹھے، ان کے وزن سے اس کا ہر ذرہ دب نہ جائے، یہ کہیں ممکن ہے؟ کہیں یہ بات تصور ہیں بھی آسکتی ہے کہ "مسلمان"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنی بڑی تعداد میں ہو کر بھی غلام ہوں، بے وزن اور بے اثر ہوں؟ یہ دراصل ممکن ہی اس وجہ سے ہوا کہ اس مردم شماری میں اکثریت منافقوں کی ہے۔ خدا کے قانون سے بغاوت کرنے والے اس میں بھرے ہوئے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کی کثرت ہے، جن کو خدا کی اور اس کے قانون کی ذرہ برابر پروا نہیں ۔ ۔ ۔ اس قسم کے منافقین کی کثرت ہی نے ہمیں اس قدر کمزور کیا ہے۔ اگر یہ سب کے سب ہماری جماعت سے نکل جائیں اور حقیقی مسلمان نوکروڑ نہیں ۹ لاکھ بلکہ اس سے بھی کم رہ جائیں تو خدا کی قسم ہمارا وزن موجودہ حالت سے بدرجہا زیادہ ہوگا اور ہم اب سے بہت زیادہ زورآور ہوں گے۔

مسلمانوں کو درحقیقت متبعین اسلام کی تعداد بڑھانے کی جس قدر ضرورت ہے، اس سے زیادہ ضرورت اس کی ہے، کہ منافقین کی اس بھرتی سے اپنی جماعت کو صاف کر دیں۔ ان کا نکلنا رحمت ہے، اور ان کا شامل رہنا لعنت ہے ۔ ۔ ۔ آنکھیں یہ دیکھتے دیکھتے تھک گئی ہیں کہ جو لوگ قانونِ الٰہی سے کھلم کھلا باغی ہیں، وہ نہ صرف مسلمانوں میں شامل ہیں بلکہ اسلام کے نام سے فائدہ اُٹھانے میں سب سے پیش پیش ہیں۔ مسلم قوم کے نام پر حقوق لینے ہوں، روٹیاں حاصل کرنی ہوں، اعزاز اور مناصب اور کرسیاں طلب کرنی ہوں تو یہ درجۂ اوّل کے مسلمان۔ لیکن اسلامی عقائد اور اسلامی احکام کی پابندی کے لحاظ سے دیکھئے تو کسی درجہ کے مسلمان بھی نہیں، بلکہ اسلام سے، اُس کے عقائد سے، اس کے احکام سے، اس کے شعائر سے غرض ہر چیز سے منحرف، اور صرف منحرف ہی نہیں بلکہ علی الاعلان باغی ۔ ۔ ۔ منافق اور جاسوس کے لئے دُنیا کے کسی قانون میں بھی کوئی حرمت نہیں۔ آزاد قوموں میں ایسے لوگوں کو پھانسی دی جاتی ہے۔ ہم آزاد نہیں تو کم ازکم اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ ان کو اپنی جماعت سے نکال باہر کریں،

اسلام باپ سے بیٹے کو نطفہ میں نہیں ملتا کہ جو مسلمان کے گھر پیدا ہوا وہ لامحالہ مسلمان ہی ہو ۔ ۔ ۔ اسلام محض ایک عقیدہ، ایک مسلک، اور ایک نظام زندگی ہے، جو اس کی صحت و صداقت پر ایمان لا کر اس کا اتباع کرتا ہے، وہی مسلمان ہے، اور جو اعتقاداً و عملاً اس کا متبع نہیں وہ مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی نہیں۔ اس کا باپ اگر اس مسلک کا پیرو تھا تو ضرور وہ مسلمان تھا لیکن اگر وہ خود اس کا پیرو نہیں ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے اور مسلمانوں کی جماعت میں اس کا شامل رہنا سراسر ایک جعل ہے۔ مارکس یا لینن کی اولاد اگر سوشلزم کی معتقد نہ ہو تو آپ انہیں محض اس بنا پر سوشلسٹ نہیں کہہ سکتے، کہ ان کا باپ سوشلسٹ تھا۔ مسولینی کا بیٹا اگر فاشزم کا معتقد نہ ہو تو آپ اسے فاشسٹ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ مسولینی کا خون چاہے اس کو نطفہ میں ملا ہو مگر فاشزم تو نہیں ملا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام بھی جب اسی طرح ایک نسلی چیز نہیں بلکہ شعوری اور مسلکی چیز ہے، تو ان لوگوں کو مسلمان کہا جائے جو مسلمان ماں باپ کی اولاد ضرور ہیں مگر نہ اپنے شعور کے اعتبار سے مسلمان ہیں اور نہ مسلک کے اعتبار سے۔ اسی بنا پر تو قرآن نے حضرت نوح کے بیٹے پر اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ کا حکم لگایا ہے،

مسلمانوں کی زندگی میں ہر طرف یہی تناقض مجھے نظر آ رہا ہے۔ ایک کسی ہوٹل میں بیٹھے خدا اور رسول کا مذاق اُڑا رہے ہیں، اور اسلام پر پھبتیاں کس رہے ہیں، مگر پھر بھی مسلمان ہیں۔ دوسرے صاحب مارکس پر ایمان لائے ہوئے ہیں، اور محمد رسول اللہ کی تعلیم کے متعلق خود کہتے ہیں، کہ میرے دماغ میں نہیں سماتی، مگر یہ بھی مسلمان ہیں۔ تیسرے صاحب سود کھاتے ہیں، اور زکوٰۃ کا نام تک نہیں جانتے، مگر یہ بھی مسلمان۔ ایک اور بزرگ بیوی اور بیٹی کو میم صاحب یا شریمتی بنائے ہوئے سینما لئے جا رہے ہیں، یا کسی رقص و سرود کی محفل میں صاحبزادی سے وایولین بجوا رہے ہیں، اور آپ کے ساتھ بھی لفظ مسلمان بدستور چپکا ہوا ہے۔ ایک دوسرے ذاتِ شریف کے لئے نماز روزہ، حج زکوٰۃ سب حرام اور شراب زنا اور سود اور ایسی ہی سب چیزیں حلال۔ اسلام کی تعلیمات کے متعلق ایک حرف نہیں جانتے، زندگی دیکھئے تو ان میں اور ایک ہندو یا عیسائی یا پارسی کی زندگی میں رتی برابر فرق نہیں، مگر ان کو بھی مسلمان ہی کہا جاتا ہے۔ اسی طریقہ سے آپ اپنی جماعت کا جائزہ لیں گے، تو اس میں بھانت بھانت کا "مسلمان" آپ کو نظر آئے گا۔ مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ اس کا شمار نہ کر سکیں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کے گھر کو ایک چڑیا گھر سمجھ لیا گیا ہے کہ جس میں چیل، کوّے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں، اور ان میں سے ہر ایک "چڑیا" ہے کیونکہ چڑیا گھر میں داخل ہے۔ خدارا کوئی بتائے کہ یہ آخر کیا مذاق ہے، اور کب تک جاری رہے گا؟ کیوں نہ ہم اس چڑیا گھر کو توڑ دیں تاکہ اس "چڑیائی" قومیت کا خاتمہ ہو جائے اور ہر چڑیا اپنی اپنی جنس سے جا ملے؟ یہ ناجنسوں کا اجتماع آخر کس معنی میں ہمارے لئے مفید ہے؟"

سطور بالا میں ان نام نہاد مسلمانوں کو جو ایمان کے خصائص و لوازم سے عاری ہیں "منافق" اور "نامسلمان" کہا گیا ہے، اور ہم ایسے لوگوں کو "نامسلمان" کے بجائے کافر کہتے ہیں۔ بتائیے دونوں میں فرق کیا ہے؟

ضروری اعلان

صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی زیر ہدایت ملک فضل حسین صاحب نے ایک رسالہ

تأثرات قادیان

اپنی بیماری کے ایام میں تالیف کیا ہے۔ اس دلآویز اور تبلیغ کیلئے مفید اور مؤثر رسالہ میں قابل مؤلف نے وہ تمام تأثرات اور مشاہدات جمع کر دئیے ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف خیال، عقائد اور فرقہ کے لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام نیز قادیان اور جماعت احمدیہ کے متعلق قلمبند کئے تھے اس کے پڑھنے سے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات، قادیان کی مختصر تاریخ، حضور کا ذکر یا بچپن، پاکیزہ جوانی، للّٰہیت اور اسلام کی محبت میں سرشار زندگی کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ وہاں آپ کے خلفا کا زہد۔ اتقا، حب اسلام اور تبلیغ کے واسطے جذبہ صادقہ اور جماعت احمدیہ کی تدریجی مگر حیرت انگیز ترقی کا بھی پتہ لگ جاتا ہے اور ان تأثرات میں اکثر ایسے احباب ہیں جو مذہباً غیر احمدی، ہندو، سکھ، عیسائی تھے اور ان میں سے بھی بعض متعصب اور سلسلہ کے مخالف تھے مجھے توقع ہے کہ احباب جماعت اس لطیف اور پُر تاثیر رسالہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت میں حصہ لیں گے اور غیر احمدیوں میں کثرت سے شائع کریں گے تاکہ انھیں حقیقت کا علم ہو اور وہ جان لیں کہ جن غیر احمدی اہل الرائے اصحاب نے احمدیت کا مطالعہ کیا ہے ان کی رائے میں احمدیت کا اصلی رنگ کیا ہے اور حقیقت میں احمدیت ہی مسلمانوں کے تمام دکھوں کا علاج ہے حجم اڑھائی سو صفحہ۔ قیمت فی ہر عہ کے تین نسخے۔

ملنے کا پتہ:- کتب خانہ قادیان　　خاکسار عبد المغنی خان ناظر دعوۃ و تبلیغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

۵۳۶۸ منکہ لیلیٰ بیگم زوجہ محمد اشرف قوم افغان عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸ / ۲۴/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ایک عدد نکلس طلائی قیمتی معہ روپے ایک جوڑی بندے طلائی قیمتی لللعہ ۲۴ روپے دو عدد انگوٹھی قیمتی معہ ۱۷ روپے ۶ / ۱ عدد جوڑی چاندی قیمتی آٹھ روپے۔ پٹڑیاں چاندی قیمتی معہ ۱۵ ٹیکہ طلائی معہ روپے یعنی کل زیورات قیمتی ایک سو چونسٹھ روپے ہیں۔ اس کے علاوہ مبلغ سات سو روپے میرا حق مہر ہے جو ابھی تک میرے خاوند کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ اور میری کوئی جائداد از قسم منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ مندرجہ بالا زیورات اور مہر ہر دو کے ۱/۳ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی میری جائداد میری زندگی میں پیدا ہو سکی تو اس کے ۱/۳ حصہ کی بھی وصیت میں کرتی ہوں اور انشاء اللہ میں اپنی زندگی میں ہی کوشش کرکے وصیت ادا کردونگی۔ گواہ شد محمد اشرف خاوند موصیہ محلہ دار الفضل قادیان۔ الراقم لیلیٰ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد نعمت اللہ نگران سٹاک بکڈپو۔

۵۳۶۵ منکہ سید ظفر احمد ولد سید مظہر علی قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ماہ اپریل ۱۹۳۷ء ساکن غریب پور ڈاکخانہ عمر پور ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج ۵ / ۳/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں محکمہ تعلیم میں ملازم ہوں۔ میری تنخواہ اس وقت ۶۰ روپے ہے میرے والدین بفضل خدا حیات ہیں۔ کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کا میں مالک نہیں ہوں۔ اس تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ میں وصیت کرتا ہوں۔ اور جب بھی اس تنخواہ میں ترقی ہوگی اس کا بھی دسواں حصہ دیتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ حاصل کروں تو اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور نیز میری وفات کے بعد کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ گواہ شد بشیر احمد چغتائی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جمشید پور۔ العبد سید ظفر احمد مدرس ہائی سکول جمشید پور۔ گواہ شد عبد اللہ خاں پرنسپل اسسٹنٹ چیف ٹاؤن ایڈمنسٹریٹر جمشید پور بی۔ این۔ آر

۵۳۵۲ منکہ محمد شریف ولد فقیر محمد صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن فاضلکا ضلع فیروزپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸ / ۳/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت اپنی ملکیت جائیداد غیر منقولہ ایک قطعہ زمین قیمتی چھ سو روپے قادیان دار الفضل شرقی میں ہے۔ اور ایک مکان قیمتی تین سو روپیہ محلہ مسجد مبارک میں ہے۔ اور ستر کنال تین مرلے زمین زرعی جدی فیض اللہ چک ضلع گورداسپور میں ہے میں جائیداد مذکورہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ کو حق حاصل ہوگا کہ اس قدر جائیداد حاصل کرے لیکن اگر میں اس میں سے کوئی حصہ اپنی زندگی میں ادا کردونگا تو وہ اس سے منہا کیا جائے گا۔ میرے پاس جائیداد منقولہ کوئی نہیں۔ میں پولیس میں ملازم ہوں اس وقت میری تنخواہ تینتیس روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہوں گا۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی ایسی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو جسکی رقم وصیت یا اس کا کوئی حصہ مینے اپنی زندگی میں ادا نہ کیا ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ اس رقم وصیت یا اس کے باقی حصہ کی حقدار ہوگی۔ گواہ شد پیر صلاح الدین پلیڈر فاضلکا۔ العبد محمد شریف بقلم خود۔ گواہ شد محمد عبداللہ قریشی بقلم خود سکرٹری جماعت احمدیہ فاضلکا۔

۵۳۶۷ منکہ مومن حسین ولد خواجہ بخش صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن محلہ سعید آباد حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۳/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ مکان واقع بازار فتحیاب خان چنچل گوڑہ قیمت تخمیناً آٹھ سو روپیہ کلدار مکان واقع سعید آباد کرنول روڈ قیمت تخمیناً چار ہزار روپیہ کلدار۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ مجھ پر ساڑھے تین ہزار روپیہ کلدار قرضہ ہے جس کے ادا کرنے کی حتی المقدور میں کوشش کر رہا ہوں۔ میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میری وفات کے وقت احیاناً کوئی قرضہ مجھ پر رہے تو میری جائداد سے اس قرضہ کی ادائیگی کے بعد جو بچ رہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ جائیداد میں ادا کروں تو وہ رقم میرے حصہ جائیداد سے منہا کر دی جائیگی۔ میرا گذارہ تجارت پر جسکی آمدنی تخمیناً بیس روپے کلدار فی الحال ہے میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ انشاءاللہ اپنا حصہ آمد ماہ بماہ پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہونگا۔ گواہ شد محمد اعظم ۵۵۵۱ مچھلی کمان حیدر آباد دکن۔ العبد مومن حسین بقلم خود۔ گواہ شد حبیب اللہ خان عفی عنہ۔ گواہ شد سید بشارت احمد امیر جماعت احمدیہ۔

۵۳۶۶ منکہ محمد بی بی زوجہ چوہدری فضل احمد قوم زمیندار باجوہ پیشہ زمینداری عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن گکھانوالی ڈاکخانہ پھلوارہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۳/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں میرا جو زیور تھا وہ تمام اس سے قبل مسجد لنڈن وغیرہ یا دیگر چندوں میں دے دیا ہے۔ میرا حق مہر مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ ہے جس میں سے تہائی حصہ کی یعنی مبلغ پچاس روپے کی وصیت کرتی ہوں میں یہ رقم مبلغ چار روپے سالانہ کے حساب سے ادا کر کے رسید حاصل کرتی رہونگی اگر یہ رقم میری زندگی میں ادا نہ ہوئی تو نعش سے قبل میرے وارث ادا کریں گے۔ گواہ شد علی احمد مولوی فاضل ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ الامۃ محمد بی بی۔ نشان انگوٹھہ۔ نیز اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ہم پسران مسماۃ محمد بی بی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جو رقم ہماری والدہ اپنی زندگی میں ادا کر دے گی۔ اگر اس کے علاوہ کچھ باقی رقم مبلغ پچاس روپے سے بچے گی تو قبل از نعش ادا کر دینگے ہم اس رقم کے ادا کرنے کے ہر طرح سے ذمہ دار ہیں۔ العبد صوبیدار پسر موصیہ بقلم خود۔ العبد محمد ابراہیم پسر موصیہ بقلم خود۔ ساکن گکھانوالی۔

میں مسمی فضل احمد اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ جو رقم میری بیوی اپنی زندگی میں ادا کر دے گی اسکے علاوہ اگر کچھ رقم بچی تو اسکے ادا کرنے کا میں ذمہ وار ہوں۔ فضل احمد احمدی بقلم خود۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah
کہ ایک ایک دن سے مُراد ہزار ہزار سال ہے۔ گویا ان کے نزدیک زمین و آسمان چھ ہزار سال میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بات انھوں نے اِس آیت سے اخذ کی ہے، اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (سورہ حج ع ۷)، خدا کے نزدیک ایک ایک دن ہزار ہزار سال کا ہے۔ یَوْم کے معنی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، عربی میں مطلق وقت کے بھی ہوتے ہیں، اور یہی معنی یہاں لگتے ہیں، کیونکہ دن رات زمین کے سورج کے سامنے گھومنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں، اور اس آیت میں سورج اور چاند اور زمین کی پیدائش کا ذکر ہے، پس اُس وقت یہ دن رات ہوتے ہی نہ تھے، اس لئے یہاں مُراد وقت ہے، نہ کہ صبح و شام والا دن۔ پس ان کا یہ استدلال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ جو انھوں نے کہا ہے، کہ یوم ہزار ہزار سال ہی کا تھا، یہ صحیح نہیں۔ قرآن مجید نے تو یہ بھی کہا ہے، کہ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ج (سورہ معارج ع ۱)، کہ خدا کا ایک دن پچاس ہزار سال کا بھی ہوتا ہے، اگر یہ دن یہاں مُراد لیں، تو زمین و آسمان کی پیدائش کا عرصہ تین لاکھ سال بنتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں، کہ کیا یہ ضروری ہے، کہ خدا تعالےٰ نے اپنے سارے دن ہمیں بتائے ہوں۔ اگر ہزار سال کا یا پچاس ہزار سال کا اُس کا دن ہوتا ہے، تو ممکن ہے، لاکھ یا پچاس لاکھ یا کروڑ یا ارب سال کا بھی اُس کا کوئی دن ہوتا ہو۔ سائنس سے پتہ لگتا ہے، کہ اربوں سال زمین و آسمان کے بننے میں لگے، اور حضرت محی الدین صاحب ابن عربیؒ کے ایک کشف سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ پس حق یہی ہے، کہ ہم اس عرصہ کی حدبندی ابھی پوری طرح نہیں کرسکتے، صرف یہ کہہ سکتے ہیں، کہ بعض تغیّرات ہزار ہزار سال میں ہوئے، بعض پچاس پچاس ہزار سال میں، اور بعض اس سے بھی بہت زیادہ عرصہ میں۔

حدیث میں پیدائشِ عالم کی ایک تفصیل آتی ہے، اس کا ذکر کر دینا بھی یہاں ضروری ہے، حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے، کہ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ وَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ الْجِبَالَ فِيْهَا يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الشَّجَرَ فِيهَا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اٰخِرَ الْخَلْقِ فِيْ اٰخِرِ السَّاعَةِ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيْ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ۔ (تفسیر ابن کثیر زیر آیت فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ سورۃ اعراف)

نسائی نے بھی اس کو بیان کیا ہے، مگر دوسرے راویوں کی روایت سے بخاری اور بعض دوسرے محققین کے نزدیک یہ حدیث مرفوع نہیں، بلکہ ابوہریرہؓ نے اسے کعب الاحبار سے سُنا ہے۔ اس حدیث کی رُو سے ہفتہ کے دن زمین کو پیدا کیا، اتوار کے دن پہاڑ پیدا کئے، پیر کے دن درخت، منگل کے دن مصیبتیں اور بلائیں، بدھ کو نور اور برکتیں، جمعرات کو حیوان، اور جمعہ کے دن عصر سے شام تک دن کی آخری گھڑی میں آدم کو، حضرت مسیح موعودؑ نے اس امر کی تصدیق کی ہے، کہ آدم جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا ہوئے، اور اس سے اپنے متعلق استدلال کیا ہے۔ (خطبہ الہامیہ ضمیمہ (ب) و ص۱۲۳)۔

بائبل میں پیدائش عالم کا ذکر اس طرح ہے، خدا کی رُوح پانیوں پر جنبش کرتی تھی، اس کے بعد خدا نے اُجالا پیدا کر کے اندھیرے اور اُجالے کو جُدا کیا، اور یہ پہلا دن ہُوا، اور پھر خدا نے پانیوں کے درمیان فضا بنائی، اور فضا کو آسمان کہا، اور یہ دوسرا دن ہُوا۔ پھر پانی سب اکٹھے ہو گئے، اور خشکی نکل آئی، تو وہ زمین ہو گئی، اور جمع شدہ پانی سمندر ہو گئے، اور پھر سبزیاں اور نباتات بنائیں، اور یہ تیسرا دن ہُوا۔ اور پھر چاند اور سورج اور ستارے پیدا کئے، اور یہ چوتھا دن ہُوا۔ پھر رینگنے والے جانور اور پرندے پیدا کئے، اور یہ پانچواں دن ہُوا۔ اس کے بعد مویشی، کیڑے مکوڑے اور جنگلی جانور پیدا کئے، اور سب سے آخر انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند پیدا فرمایا، اور یہ چھٹا دن ہُوا۔ (پیدائش باب اوّل)۔

قرآن کریم میں سورۂ حٰم سجدہ ع ۲ میں چھ دنوں کی تشریح اس طرح پر کی گئی ہے قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ ۝ ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۝ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ ان آیات کا یوں ترجمہ بنتا ہے، کیا تم انکار کرتے ہو اُس خدا کا۔ جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا، اور اس کے شریک قرار دیتے ہو، وہ ہے ربّ العلمین، اور اُس نے پہاڑ بنائے ہیں زمین کے اوپر، اور برکتیں ڈالی اس میں، اور رزق رکھا، اور یہ سب کچھ اس نے چار دن میں کیا، اور یہ جواب سب قسم کے سائلوں کے لئے برابر تسلّی دینے والا ہے۔ (یعنی ایسے الفاظ میں جواب دیا گیا ہے، کہ ایک عامی آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے، اور ایک علم طبقات الارض کا ماہر بھی اس سے تسلّی پا سکتا ہے۔) اور آسمان کی طرف متوجہ ہوُا، جو کہ دُخانی حالت میں تھا، اور اسے اور زمین کو کہا، کہ ہمارے حضور میں حاضر ہو جاؤ، پسند ہو یا ناپسند، انھوں نے کہا، ہم خوشی سے حاضر ہوتے ہیں، پس کامل طور پر بنایا ان کو دو دنوں میں سات آسمانوں کی صورت میں، اور ہر آسمان میں اس کے مفوّضہ کام کی قابلیت رکھی، اور سب سے ورلے آسمان کو روشن ستاروں کے ساتھ مزیّن کیا، یہ اُس خدا کا اندازہ ہے، جو غالب اور خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں ثُمَّ واو کے معنی میں آیا ہے، اور اسکے معنی "اور" کے ہیں۔ اس سے پہلے جو مضمون بیان ہوا ہے وہ درحقیقت بعد کا ہے۔ ثُمَّ کے ذریعہ سے پہلی بات کی صرف تشریح کی ہے بعض لوگوں نے ان آیات پر اعتراض کیا ہے کہ یہاں آٹھ یوم بنتے ہیں خلق الارض دو دن میں، خزانوں اور غذاؤں کا پیدا کرنا چار دن میں، اور سات آسمانوں کا بنانا دو دن میں۔ اس کا جواب مفسرین نے یہ دیا ہے، کہ جہاں فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ فرمایا ہے اس جگہ چار نئے دن مُراد نہیں، بلکہ زمین کی پیدائش میں جو دو دن فرمائے تھے، ان کو ملا کر چار دن فرمائے ہیں، اور مطلب یہ ہے، کہ خزانے اور غذائیں دو دن میں پیدا کیں، اور پہلے دن ملا کر یہ کُل چار دن ہوئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے نزدیک یہ معنی گو زبان کے قواعد کے لحاظ سے درست ہیں، مگر اس آیت کے مطالب کے لحاظ سے درست نہیں معلوم ہوتے۔ اس جگہ زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کا ذکر نہیں ہے، بلکہ پیدائش کے مدارج بیان کئے گئے ہیں، اور بتایا گیا ہے، کہ زمین دو وقتوں یعنی دو دَوروں میں پیدا ہوئی ہے، اور اس کے بعد چار وقتوں یعنی دَوروں میں اس کے اندر کی وہ قابلیتیں پیدا ہوئی ہیں، جو انسان کے بقاء اور ترقی کے لئے ضروری تھیں، اور یہ ذکر نہیں، کہ اس زمانہ میں اس کے ساتھ ساتھ اور کوئی چیز نہیں بنی۔ اور آسمان کے متعلق جو آیا ہے، کہ وہ دو وقتوں میں بنا ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے چھ دنوں کے بعد بنا، بلکہ اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے، کہ اس کے مکمل ہونے پر بھی دو دَور گذرے تھے، گو وہ الگ دَور نہ تھے، بلکہ زمین کی پیدائش کا جو زمانہ تھا، وہی آسمانوں کا بھی تھا۔ پس کُل روز چھ ہی رہے، آٹھ نہ ہوئے۔ علم طبقات الارض سے بھی یہی ثابت ہے، کہ پیدائش عالم ایک ہی وقت میں ہوئی ہے، زمین بھی اور باقی سیارے بھی ایک ہی وقت میں تکمیل کے مدارج طے کر رہے تھے، یہ نہیں کہ زمین پہلے بنی، اور پھر دوسرے سیارے، یا یہ کہ سیارے پہلے بنے، اور پھر زمین۔ پس جو ہر زمین کے بننے کا وقت تھا، اسی وقت اس کا آسمان بھی بن رہا تھا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے، کہ اس جگہ اس بات کا ذکر نہیں کیا گیا، کہ آسمانی اجرام کی اندرونی قابلیتیں کس قدر عرصہ میں بنیں۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ یوم یعنی وقت کس کس قدر عرصہ کے تھے۔ سو اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے، کہ اس کی تعیین خدا تعالیٰ نے نہیں کی، اور اس وجہ سے ہم بھی نہیں کرتے علم طبقات الارض اور علم ہیئت سے جو امور یقینی طور پر معلوم ہوں، ان سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں، یا اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کشف کے ذریعہ سے کچھ بتا دے، تو وہ ایک اندازہ کر سکتا ہے۔ ورنہ ہم صرف یہ یقین رکھیں گے، کہ دو عظیم الشان دَور آسمان و زمین کی پیدائش پر گذرے ہیں۔ اور یہ سوال کہ ان میں سے ہر اک دَور کس قدر عرصہ کا تھا، اسے ہم خدا تعالےٰ پر چھوڑ دیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ علم ہیئت اور علم طبقات الارض میں بھی قرآنی اصطلاح کے مطابق ایک عظیم الشان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفسیر کو عرصہ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور انگریزی میں اسے (Period) کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جو مفہوم (Period) یعنی عرصہ کا علم ہیئت اور علم طبقات الارض میں ہوتا ہے، وہی مفہوم یوم کا قرآنی آیات میں ہے۔

اس آیت سے اور بعض دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے پیدائش عالم میں یہ سنت مقرر کی ہے، کہ ہر چیز کی تکمیل ساتویں درجہ پر ہوتی ہے، چھ درجے خَلق کے ہوتے ہیں، اور ساتواں تکمیل کا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مشن کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے، کہ یہ رُوحانی عالم بھی چھ دوروں میں تکمیل کو پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا، آپؐ کے دعویٰ کے بعد پہلی حالت دُخان کی تھی، یعنی سوائے تاریکی اور دُھند کے کچھ نظر نہیں آتا تھا، اور یوں معلوم ہوتا تھا، کہ آپؐ کی بعثت سے بجائے دُنیا کو کچھ فائدہ پہنچنے کے اُلٹا کچھ نقصان ہی ہوُا ہے، اور تفرقہ اور جنگ زیادہ ہوگیا ہے، سب دعاوی بھی مثل دُخان کے تھے، کہ کوئی ٹھوس چیز ابھی نظر نہ آتی تھی۔ اس کے بعد دوسرا دَور آیا کہ وہ دُخان کچھ کچھ سمٹنے لگا، کچھ آدمی آپؐ پر ایمان لے آئے، اور لوگوں کو معلوم ہونے لگا، کہ یہ سلسلہ بھی ایک علیحدہ ہستی بن رہا ہے۔ اس کے بعد اندرونی تغیرات شروع ہوئے، اور جس طرح زمین میں زلازل وغیرہ آتے ہیں، اسی طرح اسلام کے خلاف جوش پیدا ہوُا، اور زلازل کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور پھر اس کے بعد اسلام کے پہاڑ یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ وغیرہم لوگ تیار ہوئے، یہ لوگ انہی زلازل کے سبب سے ممتاز ہوئے۔ اگر زلازل نہ آتے، تو انکے جوہر بھی نہ کھُلتے، اور یہ بھی اس مقام کو نہ پہنچتے۔ اس کے بعد پانچواں دَور یہ آیا کہ جس طرح زمین میں نبات پیدا کرنے کی قابلیت پیدا ہوئی تھی، آپؐ کی تعلیم بھی سرسبز و شاداب نظر آنے لگی، اور لوگ محسوس کرنے لگے کہ یہ ایک خوشگوار تعلیم ہے، اور مختلف علاقوں میں پھیلنے لگی۔ اس کے بعد جس طرح زمین میں حیوانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتبہ جامعہ کے تازہ ترین علمی کارنامے

وقت کی تین لاجواب کتابوں کی اشاعت

(۱) ہندوستان (۲) جوہر اقبال (۳) مضامین محمد علی

ہندوستان۔ جو تقریریں آل انڈیا ریڈیو نے ۲۰ فروری ۳۹ء سے ۲۵ فروری ۳۹ء تک نشر کرائی تھیں مکتبہ جامعہ نے ۲۶ فروری ۳۹ء کی صبح کو انھیں بیک وقت اپنے تینوں دفاتر دہلی۔ لاہور اور لکھنؤ سے شائع کرایا

ڈاکٹر تاراچند، مولوی عبدالحق، بابو راجندر پرشاد، ڈاکٹر ذاکر حسین، پنڈت برج موہن دتا تریہ، مسٹر آصف علی نے

وقت کے اہم ترین مسئلہ کا حل جسطرح پیش کیا ہے آپکو صرف اس کتاب سے معلوم ہوگا۔ کتاب اردو اور ہندی دونوں رسم الخط میں شائع کی گئی ہے

قیمت اردو ایڈیشن ۱۲ /

قیمت ہندی ایڈیشن ۱۲ /

جوہر اقبال:۔ علامہ اقبال کی زندہ جاوید اور بے مثال شخصیت پر ہندوستان کے چوٹی کے ارباب علم و فضل ڈاکٹر ذاکر حسین، ڈاکٹر عابد حسین، مولوی عبدالحق، سید سلیمان ندوی، مہاتما گاندھی، سر سپرو، سر اکبر حیدری پروفیسر محمد مجیب، پروفیسر رشید احمد صدیقی اور غلام السیدین کے مضامین اور پیامات **قیمت مجلد ۸/**

مضامین محمد علی(مرتبہ پروفیسر محمد سرور صاحب) مولانا کی سیاسی مذہبی ادبی اجتماعی زندگی کی سرگرمیوں کا نہایت دلآویز مرقع جسمیں انکی شخصیت وطن و ملت کے مسائل سیاسی اور اجتماعی تحریکات کی شکل میں پیش کیگئی ہے یہ مولانا کی خود نوشت سوانحعمری بھی ہے اور ہندوستان کی سیاسی تاریخ ضخامت ۶۰۰ صفحات قیمت مجلد ۲/۸

نوٹ۔ تینوں کتابوں کا محصول ڈاک ۵/ ہے جو حضرات رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجدیں گے انکے ساتھ نصف محصول ڈاک کی رعایت ہوگی یعنی منی آرڈر ۳/ کے بجائے ۳/ کا کیجئے۔

مکتبہ جامعہ

۱۔ قرولباغ نئی دھلی ۳۔ امین آباد لکھنو

۲۔ جامعہ مسجد دھلی ۴۔ لوہاری دروازہ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں صرف تیس (۳۰) روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں، جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر چھ ہزار صفحوں کی ہیں صرف تیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

- براہین احمدیہ حصہ اول و دوئم و سوئم و پنجم
- آئینہ کمالاتِ اسلام
- جنگِ مقدس
- سُرمہ چشم آریہ
- ازالہ اوہام مکمل
- شہادۃ القرآن
- نور القرآن ہر دو حصہ
- انجامِ آتھم
- ایام الصلح
- مسیح ہندوستان میں
- تریاق القلوب
- خطبہ الہامیہ
- چشمۂ معرفت
- گورنمنٹ انگریزی و جہاد
- لجۃ النور
- تحفہ گولڑویہ
- اربعین ہر چہار حصہ
- اعجاز المسیح
- نزول المسیح
- کشتی نوح
- اعجاز احمدی
- نسیمِ دعوت
- تذکرۃ الشہادتین
- حقیقۃ الوحی

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ کم از کم دو روپے پیشگی ارسال فرمائیں۔ اپنا نام مع مکمل پتہ صاف تحریر فرماویں اگر ریلوے پارسل کے ذریعہ کتابیں منگوانی منظور ہوں تو ریلوے سٹیشن کا نام بھی تحریر فرمائیں۔ محصول بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)